7

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

16 تا 22 فروری 2006ء

www.tanzeem.org

باطل نظام ہائے زندگی اور اخلاقی بگاڑ

یہ ایک عملی حقیقت ہے کہ ہمیشہ اس کرۂ ارض پر ایسی قوتیں رہی ہیں جن کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اسلامی نظام زندگی اس دنیا میں قدم نہ جما سکے۔ اس لیے کہ دنیا کے جس قدر غیر اسلامی نظام ہیں ان کے کچھ مفادات و امتیازات ہوتے ہیں۔ یہ نظام بعض کھوٹی اور جھوٹی قدروں پر قائم ہوتے ہیں۔ جب بھی دنیا میں اسلامی نظام قائم ہوتا ہے ایسی قوتوں کے مفادات ختم ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ یہ باطل نظام ہائے زندگی انسانی نفوس کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور انسانوں کو انسانی سطح سے نیچے گرا کر' ان کے اندر اخلاقی بگاڑ پیدا کر کے' اور ان کو حقیقت سے جاہل رکھ کر اسلامی نظام کی مخالفت میں لا کھڑا کر دیتے ہیں۔ یوں عوام الناس اپنی جہالت کی وجہ سے اسلام کی راہ روکنے لگتے ہیں۔ چنانچہ شر کا زور ہوتا ہے اور باطل پھولا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ اور شیطان کی چالیں بہت گہری ہوتی ہیں۔ اندریں حالات قرآن حاملین ایمان اور اسلامی منہاج حیات کے علمبرداروں کے لیے اعلیٰ اخلاقی معیار تجویز کرتا ہے تاکہ وہ شر اور شیطان کے ایجنٹوں کا اچھی طرح مقابلہ کر سکیں۔ ان کی اخلاقی حالت مضبوط ہو' وہ دشمنوں کے خلاف لڑ سکیں اور ہر وقت ایسی جنگ کے لیے تیار ہوں جو ان پر اسلام کے دشمن مسلط کر دیں۔ یہی ایک ضمانت ہے جس کی وجہ سے دعوت اسلامی کی راہ نہیں رکتی' اور اسلامی نظام قائم ہوتا ہے۔

سید قطب شہید

فی ظلال القرآن

اس شمارے میں

اُس مردِ خدا سے کوئی......

نبی اکرم ﷺ کے احسانات

سنوسی تحریک کے اثرات

یادوں کی تسبیح (21)

توہین آمیز خاکوں کے خلاف تنظیم اسلامی کا احتجاجی مظاہرہ

اظہار رائے کی آزادی یا تہذیبوں کا تصادم

اسامہ بن لادن کی وصیت

تفہیم المسائل

دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

عالم اسلام

سورۃ النساء (آیات 97تا100)

الھدیٰ (222)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمن الرّحیم

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِھِمْ قَالُوْا فِیْمَ کُنْتُمْ ؕ قَالُوْا کُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ فِی الْاَرْضِ ؕ قَالُوْٓا اَلَمْ تَکُنْ اَرْضُ
اللّٰہِ وَاسِعَۃً فَتُھَاجِرُوْا فِیْھَا ؕ فَاُولٰٓئِکَ مَاْوٰھُمْ جَھَنَّمُ ؕ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا ﴿۹۷﴾ اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ
وَالْوِلْدَانِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ حِیْلَۃً وَّلَا یَھْتَدُوْنَ سَبِیْلًا ﴿۹۸﴾ فَاُولٰٓئِکَ عَسَی اللّٰہُ اَنْ یَّعْفُوَ عَنْھُمْ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۹۹﴾
وَمَنْ یُّھَاجِرْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ یَجِدْ فِی الْاَرْضِ مُرٰغَمًا کَثِیْرًا وَّسَعَۃً ؕ وَمَنْ یَّخْرُجْ مِنْ بَیْتِہٖ مُھَاجِرًا اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ثُمَّ
یُدْرِکْہُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ﴿۱۰۰﴾﴾

''جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں جب فرشتے اُن کی جان قبض کرنے لگتے ہیں تو اُن سے پوچھتے ہیں کہ تم کس حال میں تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم ملک میں عاجز و ناتوان تھے۔ فرشتے کہتے ہیں' کیا اللہ کا ملک فراخ نہیں تھا کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے۔ ایسے لوگوں کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بُری جگہ ہے۔ ہاں جو مرد اور عورتیں اور بچے بے بس ہیں کہ نہ تو کوئی چارہ کر سکتے ہیں اور نہ رستہ جانتے ہیں' قریب ہے کہ اللہ ایسوں کو معاف کر دے اور اللہ معاف کرنے والا (اور) بخشنے والا ہے۔ اور جو شخص اللہ کی راہ میں گھر بار چھوڑ جائے' وہ زمین میں بہت سی جگہ اور کشائش پائے گا۔ اور جو شخص اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی طرف ہجرت کر کے گھر سے نکل جائے پھر اس کو موت آ پکڑے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمے ہو چکا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

اب پھر بات ہجرت کے متعلق ہے۔ وہ لوگ جو بلا عذر مکہ میں بیٹھے ہوئے تھے یا اپنے گھروں میں تھے اور ہجرت نہیں کر رہے تھے' اُن کے بارے میں فرمایا گیا کہ جب اُن کی روح قبض کی جائے گی اس حال میں کہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے (یعنی رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں ہجرت کے لیے نہیں نکلے تھے) تو اُس وقت فرشتے اُن سے کہیں گے کہ تم کس حال میں تھے۔ تمہارا دعویٰ تو ایمان کا تھا مگر تمہیں کیا ہو گیا تھا کہ رسول ﷺ نے ہجرت کا حکم دیا اور تم نے ہجرت نہیں کی۔ وہ کہیں گے کہ ہم وطن میں کمزور تھے اور دبا لیے گئے تھے' اس لیے ہجرت نہیں کر سکے۔ اس پر فرشتے کہیں گے' کیا اللہ کی زمین کشادہ نہیں تھی کہ تم اس میں ہجرت کر لیتے۔ فرمایا' یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ ٹھہرنے کی بہت بُری جگہ ہے۔

ان لوگوں کے برعکس ایسے لوگ جن کو واقعتاً عذر تھا کہ اُنہیں زنجیریں پہنا کر گھروں میں پابند کر دیا گیا تھا یا دبا لیا گیا تھا اور وہ عورتیں جن کے لیے تنہا سفر کرنا ممکن نہ تھا (اگرچہ کچھ عورتیں ایسی بھی تھیں جنہوں نے تنہا سفرِ ہجرت اختیار کیا) اور وہ بچے کہ اُن کے پاس کوئی تدبیر و وسائل نہ تھے اور نہ ہی وہ راستہ جانتے تھے تو ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ معاف فرمائے گا۔ ایسے مجبور لوگوں کے لیے تو حکم ہوا کہ ان کی خاطر قتال فی سبیل اللہ کرو تاکہ ان کمزوروں' عورتوں اور بچوں کو چھڑا لاؤ۔ مگر جو لوگ بلا عذر وہاں بیٹھے ہوئے ہیں' وہ تو پکے منافق ہیں' بلکہ قتال کے معاملہ میں تو بالکل کفار کی مانند ہیں۔ ان سے تمہارا کوئی تعلق نہیں ہونا چاہیے' جب تک وہ ہجرت نہ کریں۔ اور اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والا ہے۔

اور جو کوئی اللہ کی راہ میں ہجرت کرے گا' وہ اللہ تعالیٰ کی زمین کو بہت کشادہ پائے گا۔ سورۃ العنکبوت میں آئے گا' میری زمین بڑی کشادہ ہے۔ اگر یہاں اللہ کی بندگی نہیں کر سکتے تو کہیں اور چلے جاؤ۔ ہاں یہ بھی جان لو کہ جو کوئی اپنے گھر سے نکلا' اِس ارادہ سے کہ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی طرف ہجرت کرے' پھر اُسے راستے میں ہی موت آ گئی تو اُس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہوا۔ ہجرت کے بارے میں حدیث نبوی ﷺ کا مفہوم اس طرح ہے کہ جو شخص کسی عورت کی خاطر یا دنیا کا مال کمانے کے لیے ہجرت کرتا ہے تو اُس کی ہجرت اُسی چیز کے لیے ہے جس کے لیے اُس نے ہجرت کی' البتہ جس نے اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی طرف ہجرت کی اُس کی ہجرت اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی طرف ہی ہے۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

حُبّ دنیا اور لمبی تمنائیں

فرمانِ نبویؐ

چودھری رحمت اللہ بٹر

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا یَزَالُ قَلْبُ الْکَبِیْرِ شَابًّا فِیْ اِثْنَیْنِ فِیْ حُبِّ الدُّنْیَا وَطُوْلِ الْاَمَلِ)) (متفق علیہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ: ''بوڑھے آدمی کا دل دو چیزوں کے بارے میں ہمیشہ جوان رہتا ہے ایک تو دنیا کی محبت' اور دوسری لمبی لمبی تمنائیں۔''

بسم اللہ الرحمن الرحیمo

اداریہ

ایوب بیگ مرزا

اُس مردِ خدا سے کوئی نسبت نہیں تجھ کو

مسلمان ممالک میں توہین آمیز خاکوں کے خلاف احتجاج جاری ہے اور یہ چھوٹے شہروں بلکہ قصبوں تک پھیل گیا ہے۔ ڈنمارک اور یورپ کے دوسرے ممالک کے جھنڈے نذرِ آتش کیے جا رہے ہیں اور بعض ممالک میں یورپی ممالک کے سفارت خانوں پر حملوں کی کوشش بھی کی گئی ہے۔ مظاہرین اپنے حکمرانوں سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ جن ممالک کے اخبارات میں یہ توہین آمیز خاکے شائع ہوئے ہیں اُن اخبارات کی انتظامیہ اور حکمران مسلمانوں سے غیر مشروط معافی مانگیں' وگرنہ اُن ممالک سے تجارتی اور سفارتی تعلقات ختم کر دیئے جائیں۔ ڈنمارک نے انڈونیشیا اور شام سے اپنے سفیر واپس بلا لیے ہیں اور اپنے شہروں کو مسلم ممالک کے دورے سے منع کر دیا ہے۔ بعض مسلم ممالک سے ڈنمارک کی تجارت بھی متاثر ہوئی ہے۔ ڈنمارک کے وزیراعظم ایڈرس فوگ راسموسن نے ڈنمارک کے مسلم رہنماؤں سے ملاقاتیں شروع کی ہیں لیکن معذرت نہیں کی۔ اُدھر امریکہ بدستور ڈنمارک کی پیٹھ ٹھونک رہا ہے اور مسلسل رابطہ کر کے اُسے اپنی حمایت سے آگاہ کر رہا ہے۔

مسلم ممالک میں یہ تاثر سامنے آ رہا ہے کہ توہین آمیز خاکوں سے عوام کے جذبات بُری طرح مجروح ہوئے ہیں لیکن حکمران لیپا پوتی کے سوا کچھ نہیں کر رہے ہیں۔ وہ اِس جرم میں ملوث ممالک کے خلاف کوئی عملی قدم اٹھانے میں سنجیدہ نہیں بلکہ اُن کی خواہش ہے کہ محض مظاہروں سے عوام اپنے دل کا بوجھ ہلکا کر لیں۔ مسلم ممالک میں عوام اور حکمرانوں کے درمیان اِس فاصلے سے یورپ بخوبی آگاہ ہے' لہٰذا اُسے کوئی قابل ذکر تشویش نہیں ہے۔ یورپ اِس حقیقت سے اچھی طرح واقف ہے کہ مسلمان حکومتیں عوام کی نمائندہ ہیں نہ ترجمان اور نہ ہی اُن کی حکومت کا انحصار عوام کی رضا پر ہے' لہٰذا مسلم دنیا سے وابستہ اُن کے مفادات مکمل طور پر محفوظ ہیں اور انہیں کوئی خطرہ لاحق نہیں۔ ہماری رائے میں اُن کا یہ تاثر صدفی صد درست ہے۔ مسلم ممالک کے حکمرانوں کی پشت پر عوام نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ کوئی جرأت مندانہ قدم اٹھانے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔ اور سچی بات یہ ہے کہ عوام کا یہ جذباتی ردعمل بھی چند دنوں یا ہفتوں میں ماند پڑ جائے گا۔ راوی پھر چین لکھے گا اور عالم کفر ہماری بے بسی پر خندہ زن ہوگا۔

آیئے' اپنے گریبان میں جھانکیں اور یہ جاننے کی کوشش کریں کہ ہم تعداد میں سوا ارب یعنی کل دنیا کا ایک چوتھائی ہیں۔ ستاون باقاعدہ مسلم ممالک دنیا کے نقشہ پر قائم ہیں۔ غیر مسلم ممالک میں بھی مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد موجود ہے۔ اِس دنیا کا وسیع برّی اور بحری علاقہ مسلمانوں کے کنٹرول میں ہے۔ مسلم دنیا مالی وسائل سے مالا مال ہے۔ معدنی دولت ہمارے قدموں میں بچھی ہوئی ہے۔ پھر یہ ضعیفی و ناتوانی' یہ بے بسی اور لاچاری کیسی ہے کہ ہم اپنے دینی شعائر کی حفاظت نہیں کر سکتے۔ جو ہستی ہمیں جان و مال اور اولاد سے زیادہ عزیز ہے' جس کا روضہ دیکھنے کے لیے ہم تڑپیں' جس کے شہر میں جوتی پہن کر چلنا سوئے ادب ہو' دشمن اُس کا توہین آمیز خاکہ شائع کرے اور ہم وقتی جذباتی ردعمل کے بعد جھاگ کی طرح بیٹھ جائیں۔

ہم کُل عالم اسلام کا جائزہ پھر کبھی لیں گے ایک نگاہ اُس پاکستان پر تو ڈالیں جو اسلام کی بنیاد پر قائم ہوا تھا' جس کے بانی نے مرتے وقت خلافت راشدہ کی طرز کے نظام کی خواہش کی تھی۔ حکمرانوں کا ذکر تو ہم کر چکے ہیں کہ وہ پنجابی محاورے کے مطابق گونگلوں سے مٹی جھاڑ رہے ہیں۔ اپوزیشن بشمول ایم ایم اے اِس سے سیاسی مقاصد حاصل کرنے کے چکر میں ہیں۔ آئمہ اور خطبا اِس اعلان کے بعد کہ ہم حرمتِ رسول پر اپنی گردنیں کٹوا دیں گے' اپنے آپ کو فارغ سمجھتے ہیں۔ وکلا توہین آمیز خاکوں کے خلاف مظاہرہ کر رہے ہیں لیکن عدالتوں میں اُس عدل کا خون ہو رہا ہے جو اسلام کا کیچ ورڈ ہے اور نظریہ ضرورت اسوۂ رسول پر غالب آ چکا ہے۔ تاجر مارکیٹوں میں اِس مذموم اور گھٹیا حرکت کے خلاف ہڑتال کر رہے ہیں' لیکن اِن منڈیوں میں بددیانتی ملاوٹ اور چور بازاری اپنے عروج پر ہے۔ طلبہ ہر احتجاج کا ہراول دستہ ہوتے ہیں لیکن اب مغربی معاشرت (باقی صفحہ 19 پر)

تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

جلد 15 — شمارہ 7

16 تا 22 فروری 2006ء

17 تا 23 محرم الحرام 1427ھ

بانی: اقتدار احمد مرحوم

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت

سید قاسم محمود۔ ایوب بیگ مرزا

فرقان دانش خان۔ سردار اعوان۔ محمد یونس جنجوعہ

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد' **طابع**: رشید احمد چوہدری

مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67۔اے' علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو' لاہور۔54000

فون: 6366638 - 6316638 فیکس: 6271241

E-Mail:markaz@tanzeem.org

مقام اشاعت: 36۔کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور۔54700

فون: 5869501-03

قیمت فی شمارہ 5 روپے

سالانہ زرِ تعاون

اندرونِ ملک...... 250 روپے

بیرون پاکستان

یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (1500 روپے)

امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (2200 روپے)

ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر

''مکتبہ خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں

چیک قبول نہیں کیے جاتے

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

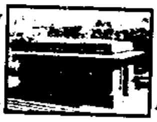

سید قاسم محمود

بارھویں غزل

(بالِ جبریل' حصّہ دوم)

پوچھ اُس سے کہ مقبول ہے فطرت کی گواہی — تو صاحبِ منزل ہے کہ بھٹکا ہوا راہی!
کافر ہے مسلماں' تو نہ شاہی' نہ فقیری — مومن ہے تو کرتا ہے فقیری میں بھی شاہی!
کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسا — مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی!
کافر ہے تو ہے تابعِ تقدیر مسلماں — مومن ہے تو وہ آپ ہے تقدیرِ الٰہی!
میں نے تو کیا پردۂ اسرار کو بھی چاک — دیرینہ ہے تیرا مرضِ کورنگاہی!

اِس دلکش غزل میں' جو مضامین کی نُدرت کے علاوہ زورِ بیان اور سلاستِ زبان کی بہترین مثال ہے' اقبال نے مسلمان کی دو قسمیں بیان کی ہیں: کافر (نافرمان) مسلمان اور مومن (فرماں بردار) مسلمان۔

1۔ کہتے ہیں کہ اگر تجھے یہ معلوم کرنا ہو کہ تُو کس قسم کا مسلمان ہے تو فطرت یعنی اپنے ضمیر سے دریافت کر۔ اُس کی گواہی کبھی غلط نہیں ہوتی۔ تیرا ضمیر تجھے بتا سکتا ہے کہ تُو راہِ راست پر ہے یا گمراہ ہے۔ یعنی کافر مسلمان ہے کہ مومن مسلمان!

2۔ مسلمان' اگر کافر یعنی نافرمان ہے تو نہ اُس میں شانِ فقر پیدا ہو سکتی ہے اور نہ ہی اُسے حکومت حاصل ہو سکتی ہے' لیکن اگر وہ مومن یعنی فرماں بردار ہے تو وہ یا بادشاہی کرے گا یا فقیری۔ اگر بادشاہی کرے گا تو اُس میں فقیری کا رنگ پایا جائے گا۔ مثلاً اورنگ زیب عالمگیر' جن کی سلطنت کا رقبہ بیس لاکھ مربع میل سے بھی زیادہ تھا' وہ اپنے ذاتی اخراجات کے لیے خزانے سے ایک پیسہ بھی نہیں لیتے تھے' بلکہ ٹوپیاں اور رومال بنا کر اپنی گزر اوقات کرتے تھے۔ اقبال نے اِس شعر میں انہی کی زندگی کا نقشہ کھینچا ہے:

آں مسلماناں کہ میری کردہ اند
در شہنشاہی فقیری کردہ اند

اور اگر وہ فقیری کرے گا تو اُس میں بادشاہی کا جلوہ نظر آئے گا۔

3۔ جو مسلمان کافر یعنی ضعیف الاعتقاد ہے' اور ابھی مومن کے مرتبے پر نہیں پہنچا' وہ تو شمشیر پر بھروسا کرتا ہے' لیکن اگر وہ مومن ہے تو تلوار کے بغیر یعنی نہتا بھی لڑ سکتا ہے۔ مثال کے طور پر غزوۂ موتہ میں حضرت زیدؓ کی شہادت کے بعد حضرت جعفر طیارؓ نے علم اپنے ہاتھ میں لے لیا اور گھوڑے سے اُتر کر نہایت بے جگری کے ساتھ رومیوں پر حملہ آور ہوئے۔ جب زخموں سے چُور ہو گئے تو دشمنوں نے اُن پر وار کیا' جس سے اُن کا دایاں ہاتھ قلم ہو گیا۔ انہوں نے علم اپنے بائیں ہاتھ میں لے لیا' اور جب بایاں ہاتھ بھی کٹ کر گر پڑا تو دونوں کٹے ہوئے بازوؤں سے علم کو اپنے سینے سے لگا لیا۔ اس حالت میں ایک تلوار اُن کے سر پر پڑی جس نے کھوپڑی کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ اُس وقت علم اُن کے ہاتھ سے جُدا ہو کر زمین پر گر پڑا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا بیان ہے کہ میں نے لاش دیکھی تھی۔ اُس پر تلواروں اور برچھیوں کے نوّے زخم تھے لیکن سب سامنے کی جانب تھے۔ اُن کی پُشت نے یہ داغ نہیں اٹھایا تھا۔

4۔ مسلمان اگر نافرمان ہے' ایمان کی لذت سے محروم ہے تو وہ تقدیر کا تابع ہوتا ہے' لیکن اگر وہ مومن ہے تو پھر وہ خود تقدیرِ الٰہی بن جاتا ہے' یعنی یہ کائنات اُس کی مرضی پر چلتی ہے۔ اِس شعر کی تشریح میں پروفیسر یوسف سلیم چشتی مرحوم نے یہ مثال پیش کی ہے: ''مصر کے باشندوں کا دستور تھا کہ ہر سال ایک کنواری لڑکی کو دلہن بنا کر دریائے نیل میں ڈال دیتے تھے' تا کہ کھیتی باڑی کے لیے دریا میں پانی کی فراوانی ہو جائے۔ جب مسلمانوں نے مصر کو فتح کیا تو حسبِ معمول قدیم قبطیوں کا ایک وفد عاملِ مصر کے پاس آیا اور اِس رسم پر عمل کرنے کی اجازت طلب کی' لیکن عامل نے اِس فضول اور لایعنی رسم کی اجازت نہیں دی اور اُن سے کہہ دیا کہ اسلام نے اِن خرافات کو باطل قرار دے دیا ہے۔ اتفاق سے اُس سال دریا میں پانی بہت کم ہو گیا' اس لیے اِن قبیلوں نے جن کا دارومدار زراعت پر تھا' ترکِ وطن کا ارادہ کر لیا۔ مصر کے عامل نے اِن واقعات سے حضرت عمر فاروقؓ کو مطلع کیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ تم نے قبطیوں سے جو کچھ کہا ہے' وہ بالکل صحیح ہے۔ میں تمہیں ایک خط بھیجتا ہوں' اُسے دریائے نیل میں ڈال دینا۔ اِس خط کا مضمون یہ تھا:

''اللہ کے عاجز بندے اور مسلمانوں کے امیر عُمر بن خطاب کی طرف سے دریائے نیل (مصر) کے نام! امابعد' اے نیل! اگر تُو اپنے اختیار سے بہتا ہے تو نہ بہہ' لیکن اگر تُو خدائے قہار کے حُکم سے بہتا ہے تو ہم اللہ سے دُعا کرتے ہیں کہ وہ تجھے جاری رکھے''

جب حضرت عُمرؓ کا یہ خط دریائے نیل میں ڈالا گیا تو اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ اُس سال دریا میں اِس قدر پانی آیا کہ جَل تھَل بھر گئے۔

5۔ اے مسلمان! میں نے تیری آگاہی کے لیے' اسلام کے حقائق واضح طور پر بیان کر دیئے ہیں' مگر مجھے اُمید نہیں کہ تُو اِن سے استفادہ کرے گا' کیونکہ تُو صدیوں سے ایمان و یقین سے محروم ہو چکا ہے' لیکن اگر تُو اپنے آپ میں شانِ فقر پیدا کر لے تو یہ سب باتیں جو تجھے ناممکن نظر آتی ہیں' ممکن ہو سکتی ہیں۔

منبر و محراب

نوع انسانی پر
نبی اکرم ﷺ کے احسانات

مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں، ناظم تربیت تنظیم اسلامی محترم شاہد اسلم صاحب کے 10 فروری 2006ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

آیاتِ قرآنی کی تلاوت اور خطبۂ مسنونہ کے بعد فرمایا:

برادرانِ اسلام! خالق کائنات نے اپنے کلام میں اپنے ایک عظیم احسان کا تذکرہ فرمایا ہے، اور وہ احسان ہے رسول کریم ﷺ کی بعثت۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ......﴾

(آل عمران: 164)

''اللہ نے احسان کیا ایمان والوں پر جو بھیجا انہیں میں سے ایک رسول۔ جو ان پر پڑھتا ہے اُس کی آیتیں اور پاک کرتا ہے ان کو (یعنی شرک وغیرہ سے) اور سکھلاتا ہے ان کو کتاب اور حکمت۔''

اللہ تعالیٰ کے احسانِ عظیم کے اِس تذکرہ سے رسولِ رحمت اور پیغمبرِ آخر الزمان ﷺ کی رفعتِ شان، عظمت و مقام اور عالی مرتبہ کا پتہ چلتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی بعثت جہاں اہلِ ایمان پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے، وہاں نوعِ انسانی کے لیے ربِ کائنات کی بے بہا رحمت اور مہربانی کا مظہر بھی ہے۔ قرآن عزیز میں باری تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ (الانبیاء: 107)

''(اے نبیؐ) ہم نے نہیں بھیجا آپؐ کو مگر جہان والوں کے لیے رحمت بنا کر۔''

دنیا میں ہدایت کی روشنی، اعلیٰ نظامِ زندگی، بہترین انسانی اقدار، کریمانہ اخلاقی ضابطے، عادلانہ اجتماعی نظام جو آپؐ نے انسانیت کو عطا فرمایا، وہ آپؐ کی رحمت للعالمینی ہی کا مظہر ہے۔ یہ سب کچھ آپؐ کی ذات کے طفیل دنیا کو ملا ہے۔ بقول حکیم الامت علامہ اقبال۔

ہر کجا بینی جہانِ رنگ و بُو
زاں کہ از خاکش بروید آرزو
یا ز نورِ مصطفیٰ او را بہاست
یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفیٰ ست

بلاشبہ نبی کریم ﷺ محسن انسانیت ہیں۔ نوعِ انسانی پر آپؐ کے احسانات بے شمار ہیں، جن کے اپنے ہی کیا بیگانے بھی معترف و اقراری ہیں۔ اعتدال پسند غیر مسلم مفکرین اور مصنفین بھی انسانیت کے لیے آپؐ کے احسانات عظیمہ کا اعتراف کیے بغیر نہ رہ سکے۔ آپؐ کے چند احسانات کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے۔

حضرت محمد ﷺ کا انسانیت پر سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ آپؐ نے کفر و شرک میں ڈوبی ہوئی دنیا کو عقیدۂ توحید سے روشناس کرایا۔ یہ ایک ایسا عقیدہ ہے کہ جس نے اُسے ہمہ جہتی غلامی سے نجات دلا دی۔ کیونکہ لا الٰہ الا اللہ (نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے) کے عظیم کلمہ میں اللہ کے سوا ہر قسم کی بندگی کی نفی ہے۔ اللہ کے سوا کوئی نہیں جو انسان کی جبینِ نیاز کا مسجود ہو۔ اس عظیم الشان عقیدہ کے تحت جب انسان خدائے واحد کے سامنے سر جھکا دیتا ہے تو اُسے تمام معبودانِ باطلہ کی بندگی اور غلامی سے نجات مل جاتی ہے۔ بقول اقبال۔

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

آپؐ کی بعثت سے پہلے دنیا کفر اور بت پرستی میں مبتلا تھی۔ انسان اپنے خالق اور مالکِ حقیقی کی معرفت سے بیگانہ تھا۔ عرب و عجم میں یہی چلن عام تھا۔ خود اہلِ کتاب انبیاء کی دعوتِ توحید کو پس پشت ڈال کر شرک کی آلودگیوں کا شکار تھے۔ یہود نے حضرت عزیرؑ کو خدا کا بیٹا قرار دیا تھا۔ نصاریٰ نے توحید کے برعکس تثلیث کا گمراہ کن عقیدہ گھڑ لیا تھا۔ وہ عیسیٰ بن مریمؑ کو خدا کا بیٹا کہتے تھے۔ نبی ﷺ نے تمام نوعِ انسانی کو گمراہ کن عقائد سے نکالا اور اللہ تعالیٰ کی معرفت عطا کی، اُسے توحید کی روشنی سے بہرہ مند کیا۔ آپؐ نے فرمایا: ''قُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْا'' یعنی ''لوگو! کہو کہ اللہ کے سوا کوئی لائقِ عبادت نہیں، تم فلاح پاؤ گے۔''

> **نبی اکرمؐ کی رحمت للعالمینی کا مظہر یہ ہے کہ آپؐ نے انسانیت کو عقیدۂ توحید، فطری نظامِ حیات، بہترین انسانی اقدار، کریمانہ اخلاقی ضابطے اور عادلانہ اجتماعی نظام عطا فرمایا**

نوعِ انسانی پر حضرت محمد ﷺ کا دوسرا احسان یہ ہے کہ آپؐ نے دنیا کو انسانی مساوات کا درس دیا۔ عرب و عجم میں انسان معاشرتی ناہمواریوں کی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔ ہندوستان میں ہندو سماج کے زیر اثر بندگانِ خدا ذات پات کے بندھنوں میں گرفتار تھے۔ کہیں رنگ و نسل بڑائی کا معیار تھے اور کہیں جغرافیہ اور زبان پر انسان ناز کرتا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے آ کر ہر قسم کی سماجی تفریق کی نفی کی اور وحدتِ الٰہ اور وحدتِ آدم کی بنیاد پر انسانی مساوات اور برابری کی صدائے جانفزا بلند کی اور عرب و عجم، کالے گورے اور چین و ماچین کے امتیازات مٹا ڈالے۔ آپؐ نے اپنے آخری خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر اعلان فرمادیا کہ:

''تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدمؑ مٹی سے بنائے گئے تھے۔ آگاہ رہو، کسی عربی کو عجمی پر، کسی عجمی کو عربی پر، کسی کالے کو گورے پر اور گورے کو کالے پر کوئی فضیلت نہیں، ہاں فضیلت کا معیار تقویٰ ہے۔''

اِسی مساوات کا مظہر تھا کہ خلیفۂ وقت حضرت عمر فاروقؓ حضرت بلال حبشیؓ کو سیدنا بلال کہہ کر پکارتے تھے۔ اسلامی مساوات ہی کے متعلق شاعر نے کہا ہے۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

انسانیت پر نبی اکرم ﷺ کا ایک بڑا احسان یہ ہے کہ آپؐ نے عورت کی اصل حیثیت کو بحال کیا، اُسے اعلیٰ مقام و مرتبہ عطا کیا۔ آپؐ کی تشریف آوری سے پہلے وہ قعرِ مذلت میں پڑی تھی۔ سماج میں اُس کی کوئی حیثیت نہیں تھی۔ وہ حقوق سے محروم تھی۔ جائیداد و وراثت میں بھی اُس کا کوئی حصہ نہ تھا۔ اُس کے ساتھ جانوروں کا سا سلوک کیا جاتا تھا۔ کلیسا اُسے آج بھی گناہ کا محرک اور شیطان کا ایجنٹ قرار دیتا ہے۔ ہندو معاشرے میں اُس کی ناقدری کا یہ عالم تھا کہ خاوند کی وفات کے بعد اُسے جینے کا بھی حق نہ تھا، بلکہ اُسے اُس کی لاش کے ساتھ ستی کر دیا جاتا۔ الغرض عورت کے تمام حقوق سلب کر دیئے گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اُسے وہ بلند مرتبہ اور حقوق عطا فرمائے، جن کا کسی اور مذہب، فلسفیانہ نظام اور تہذیب میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ آپؐ نے عورت کے ساتھ حسنِ سلوک کی تعلیم دی۔ اُسے ماں، بہن، بیوی اور بیٹی کے طور پر ممتاز مقام عطا فرمایا۔ ماں کی نافرمانی حرام قرار دی اور فرمایا کہ اُس کے پاؤں تلے جنت ہے۔ نیک اور صالح بیوی دنیا کی بہترین متاع قرار پائی اور بیٹی جس کی پیدائش اہلِ عرب میں باعثِ ننگ و عار سمجھی جاتی تھی، جسے

پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کر دیا جاتا تھا‘ اُس کے ساتھ محبت اور پیار کی تعلیم دی۔ یہاں تک کہ آپؐ نے فرمایا کہ جس شخص کی دو یا تین بیٹیاں ہوں‘ وہ اُن کو آداب سکھائے اور پھر شادی کرے تو وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

پیغمبر آخرالزماں ﷺ جو شریعت لائے‘ اُس میں عورت کو وراثت میں حصہ دیا گیا۔ بحیثیت انسان وہ مرد کے برابر قرار پائی۔ چنانچہ اعمال نیک و بد اور اُن کی جزا و سزا میں دونوں یکساں ٹھہرے۔ اگرچہ مرد کو عورت پر قوامیت ضرور عطا کی گئی‘ مگر یہ خاندان کے ادارے کے سربراہ اور منتظم کی حیثیت سے دی گئی‘ تاکہ عائلی زندگی کا نظام بہتر طور پر چل سکے۔

رسول رحمتؐ کی تشریف آوری سے پہلے دنیا توہم پرستی کا شکار تھی۔ اہل عرب بدشگونی لیتے تھے۔ آپؐ نے اِس جاہلانہ سوچ کا خاتمہ کیا۔ قرآن حکیم میں حواس خمسہ سے کام لینے کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔

﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰۗىِٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا﴾ (بنی اسرائیل:36)

’’اور (اے بندے) جس چیز کا تجھے علم نہیں‘ اس کے پیچھے نہ پڑ‘ بے شک کان اور آنکھ اور دل ان سب سے ضرور باز پرس ہوگی۔‘‘

آپؐ نے توہم پرستی اور بدفالی وغیرہ کی خرافات سے لوگوں کو منع فرمایا۔ اِس سلسلہ میں سیرت بے شمار واقعات سے بھری پڑی ہے۔ ایک مشہور واقعہ آپؐ کے صاحبزادے قاسم کی وفات کے موقع کا ہے۔ جب اُن کی وفات ہوئی‘ اُس وقت سورج گرہن ہوا۔ چونکہ اہل عرب کا خیال تھا چاند اور سورج کو گرہن تب لگتا ہے جب کسی بادشاہ یا بڑے آدمی کا انتقال ہو‘ گویا گرہن کی صورت میں یہ دونوں اُس کی وفات پر غم اور تاسف کا اظہار کرتے ہیں۔ آپؐ کے صاحبزادے کی وفات پر سورج گرہن پر بعض مسلمانوں کو بھی یہ خیال ہوا۔ آپ نے فوراً مسلمانوں کو متنبہ کیا اور فرمایا: سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ ان کو گرہن کسی کی موت و حیات کی وجہ سے نہیں لگتا۔ چنانچہ جب تم (ان کو) اس حالت میں دیکھو تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرو اور نماز (کسوف) پڑھو یہاں تک کہ سورج گرہن کھل جائے۔ (متفق علیہ)

قرونِ اُولیٰ میں دنیا علم و تحقیق کی آزادی سے محروم تھی۔ خود اہل کلیسا کا صدیوں یہ حال رہا ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنے غور و فکر اور تجربے اور مشاہدے کے نتیجے میں کچھ ایسے نتائج اخذ کیے جو کلیسا کے خود ساختہ عقائد اور خیالات سے متصادم تھے‘ تو اُس کی زبان کاٹ دی جاتی۔ اُس کے کانوں میں سیسہ پگھلا کر ڈال دیا جاتا۔ اُسے حق زندگی سے محروم کر دیا جاتا تھا‘ بصورت دیگر اُس کی جاں بخشی کی واحد صورت یہی تھی کہ وہ اپنے افکار اور نتائج سے توبہ کرے۔ نبی اکرم ﷺ پر جو کتاب عظیم نازل ہوئی اُس نے انسان کو غور و فکر اور سوچ بچار کی نہ صرف یہ کہ آزادی دی بلکہ تعلیم دی۔ قرآن حکیم نے زمین و آسمان کی تخلیق اور اختلاف لیل و نہار کو اولوالالباب کے لیے نشانی قرار دیا۔ قرآن حکیم میں کئی مواقع پر اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ‘ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ یہاں تک کہ اُس کے مطابق جو لوگ سوچ بچار نہیں کرتے‘ اپنی عقل و دماغ سے کام نہیں لیتے‘ وہ چوپایوں سے بھی گئے گزرے ہیں۔ وہ جابجا کائنات کی تخلیق اور انفس و آفاق میں غور و فکر کی دعوت دیتا ہے۔ مثلاً سورۃ الغاشیہ میں اونٹ‘ زمین و آسمان کی تخلیق پر دعوتِ فکر دیتے ہوئے فرمایا:

﴿اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ۝ وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ۝ وَاِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ۝﴾

’’بھلا کیا نظر نہیں کرتے اُونٹوں پر کہ کیسے بنائے ہیں‘ اور آسمان پر کہ کیسا اس کو بلند کیا ہے‘ اور پہاڑوں پر کہ کیسے کھڑے کر دیئے ہیں۔ اور زمین پر کہ کس صاف بچھائی ہے۔‘‘

تحقیق و جستجو اور آیات الٰہی میں غور و فکر جہاں معرفت الٰہی کا ذریعہ ہے‘ وہاں تسخیر کائنات کا زینہ بھی ہے۔ فکر و جستجو کی اِسی آزادی کی بدولت ہمارے اسلاف نے علم و تحقیق اور سائنسی علوم میں ترقی کی تھی۔ یہاں تک کہ دنیا میں سیاسی غلبہ کے ساتھ ساتھ علوم و فنون میں بھی امامت کے رتبہ پر فائز ہوئے تھے۔ یورپ جو اُس وقت تاریک دور سے گزر رہا تھا‘ اُس کی انہوں نے رہنمائی کی۔ اُسے علم و آگہی کی روشنی سے منور کیا۔ یہ الگ بات ہے کہ بعد کے ادوار میں وہ غفلت میں پڑ گئے‘ شریعت سے انحراف کیا‘ باہم دست و گریباں ہوگئے تو وہ سیاسی اور علمی امامت سے محروم ہوگئے اور اہل یورپ کی علوم و فنون پر دسترس قائم ہوگئی۔

آپؐ کے بے شمار احسانات میں سے ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ آپؐ نے دنیا کو منصفانہ نظام عطا فرمایا‘ جو امن و سلامتی اور معاشرتی استحکام کا ضامن ہے۔ یہ نظام زندگی دنیوی سربلندی اور اُخروی کامیابی کا ذریعہ ہے۔ آپؐ پر جو شریعت نازل ہوئی‘ اُس نے عورت و مرد کے دائرہ کار اور حقوق کے درمیان ایک حسین توازن اور اعتدال قائم کیا‘ ایک بہترین عائلی نظام دیا۔ جس کے سبب زندگی امن و آشتی اور محبت اور سکون کا گہوارہ بن جاتی ہے۔

توہین آمیز خاکے

مغرب کا اصل چہرہ بے نقاب

حضرات! ڈنمارک‘ ناروے دیگر یورپی ممالک میں نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کا ارتکاب کرتے ہوئے آپؐ کے توہین آمیز خاکے شائع کیے گئے۔ اگرچہ نبی معظم ﷺ سے یہود و نصاریٰ کا بغض و عداوت ڈھکی چھپی بات نہیں۔ وہ روزِ اوّل سے شمع رسالت کو بجھانے کے درپے رہے ہیں کہ

پریس ریلیز

7 فروری 2006ء

مولانا اسعد مدنی کی وفات سے عالم اسلام ایک عالم باعمل سے محروم ہوگیا

حافظ عاکف سعید

امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے جمعیت علماء ہند کے سربراہ مولانا اسعد مدنی کے انتقال پر اظہار افسوس کرتے ہوئے کہا کہ عالم اسلام ایک باعمل عالم دین سے محروم ہوگیا۔ انہوں نے مولانا کی دینی خدمات کو سراہتے ہوئے کہا کہ ان کی علمی ادبی اور مذہبی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ انہوں نے اپنی عمر کے بہترین ایام اسلام کی سربلندی کے لیے وقف کیے رکھے اللہ تعالیٰ ان کی اس مساعی کو شرف قبولیت بخشے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

10 فروری 2006ء

مسلم دشمن قوتیں اپنے مذموم مقاصد کے لیے ملک میں شیعہ سنی فسادات کروانا چاہتی ہیں

حافظ عاکف سعید

امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے ہنگو کوہاٹ میں تعزیہ کے جلوس پر بیرونی ایجنسیوں کی دہشت گرد کارروائی کی پرزور مذمت کرتے ہوئے کہا کہ مسلم دشمن قوتیں اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لیے ملک میں شیعہ سنی فساد کروانا چاہتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ بھارت نے افغانستان کے سرحدی شہروں میں اپنے قونصل خانے انہی مذموم مقاصد کے لیے کھولے ہیں۔

(جاری کردہ: شعبہ نشر و اشاعت‘ تنظیم اسلامی)

امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید صاحب کے رواں ہفتہ اخبارات کے نام بھیجے گئے پریس ریلیز

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغِ مصطفوی سے شرارِ بولہبی ست

مگر اِس غلیظ اور انتہائی مذموم فعل سے اُن کے باطن کی گندگی بالکل ہی عیاں ہوگئی ہے۔

اِس شنیع حرکت کو مغرب میں آزاری اظہار کا نام دیا جا رہا ہے۔ مگر یہ آزادی اظہار نہیں' اپنے خبث باطن کا اظہار اور مکروہ شیطانی ذہنیت کی نقاب کشائی ہے۔ یہ دنیا کے ڈیڑھ ارب مسلمانوں کی بدترین دل آزاری کا سامان ہے۔ نام نہاد آزادیٔ صحافت کے علمبردار اسامہ بن لادن کی تصویر الجزیرہ ٹی وی پر کیوں نہیں دکھانے دیتے۔ اگر انسانی آزادی انہیں واقعتاً محبوب ہے تو فرانس میں مسلمانوں کو بھی سکارف پہننے کی اجازت دی جانی چاہیے۔ اِسی طرح طالبان کو بھی افغانستان میں اسلامی حکومت کے قیام کا حق دیا جانا چاہیے تھا۔ انسانی حقوق یا آزادی کا تحفظ اِن لوگوں کے پیش نظر ہے ہی نہیں' بلکہ ابلیس کے ایجنٹ یہود اسلام اور مسلمانوں کو کچلنا چاہتے ہیں تا کہ شرعِ پیغمبرؐ کی برکات آشکارانہ ہو جائیں۔ اِس کے پس پردہ یہودی ذہن کار فرما ہے' جس نے روئے ارضی پر اپنے شیطانی ایجنڈے اور ہمہ جہتی بالادستی کے قیام کے لیے دنیا بھر خاص طور پر مغرب کے الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا پر کنٹرول حاصل کر رکھا ہے۔ وہ اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف نفرت پھیلا کر مغربی رائے عامہ کو اپنے حق میں ہموار کر رہے ہیں' تا کہ روئے ارضی پر یہودی عالمی نظام کی راہ ہموار ہو سکے۔ یورپی میڈیا کی اس جسارت پر پورا عالم اسلام سراپا احتجاج ہے' مگر افسوس کہ حکومتوں کی سطح پر اُس کے خلاف مؤثر اقدامات نہیں اُٹھائے گئے۔ اندریں حالات بیت المقدس اور ناموس رسالت کی حفاظت کے لیے آج پھر صلاح الدین ایوبی اور نور الدین زنگی جیسے مسلمانوں کی ضرورت ہے۔

یہ صورتحال جو مسلمانوں کی ذلت و رسوائی کا مظہر ہے' ہم سب کے لیے لمحہ فکر یہ ہے۔ ہماری تمام تر پستی اور زوال کا سبب یہ ہے کہ ہم نے انفرادی اور اجتماعی طور پر محسن انسانیت کی روشن تعلیمات کو ترک کر دیا ہے۔ جو لوگ اسلام کے نام لیوا ہیں بھی' انہیں اسلامی دنیا کے حکمران پکڑ پکڑ کر امریکہ کے حوالے کر رہے ہیں۔ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ ایک ایسے وقت جبکہ توہین رسالت کی دل آزار حرکت پر مشرق و مغرب کے مسلمان شدید کرب کا شکار ہیں۔ چار سو صدائے احتجاج بلند ہو رہی ہے' مگر مسلمان حکمرانوں کی جانب سے کوئی متفقہ موقف اور شدید ردعمل سامنے نہیں آ سکا۔ حد تو یہ ہے کہ ایک ایسے وقت جب کہ یورپ کی شتر بے مہار میڈیا شان مصطفیٰؐ میں گستاخی کا مرتکب ہو رہا ہے۔ ہمارے ملک اسلامی جمہوریہ پاکستان کی پارلیمنٹ نظام مصطفیٰؐ کو آئین سے کھرچنے کی تیاری کر رہی ہے۔ ہمارے لیے ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ حدود آرڈیننس کی تنسیخ کا بل قومی اسمبلی میں پیش کیا گیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کی سربلندی اور کامرانی کا راز اسلامی نظام کے نفاذ اور قیام میں ہے۔ حدود اللہ کا نفاذ مسلمانوں کی قوت اور شان و شوکت کا ضامن ہے۔ اور اِس سے پہلو تہی غلامی اور ذلت و نکبت کا باعث ہے۔ محسن انسانیت کی محبت' عقیدت اور روشن تعلیمات کا تقاضا تو یہ تھا کہ ہم آپؐ کے عطا کردہ درخشاں نظام زندگی کو اختیار کرتے۔ آپؐ نے جو نظام عدل انسانیت کو عطا کیا ہے' اُس سے دنیا کو روشناس کراتے' اسلام کا نمونہ بنتے مگر افسوس کہ ہم یہود و نصاریٰ کے دباؤ اور اُن کی خوشنودی کے لیے اپنے ہاتھوں قرآن و سنت کی روشنی کو مٹانے کے در پے ہیں۔ ابلیس اور ابلیسی قوتوں کا یہی مشن ہے کہ دنیا میں اسلامی نظام قائم نہ ہو۔ چنانچہ اقبال اسلام دشمن طاقتوں کے منصوبوں اور افکار کو ابلیس کے الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔ ابلیس اپنے مشیروں سے کہتا ہے۔

عصرِ حاضر کے تقاضاؤں سے ہے لیکن یہ خوف
ہو نہ جائے آشکارا شرعِ پیغمبر کہیں
الحذر' آئینِ پیغمبر سے سوبار الحذر
حافظِ ناموسِ زن' مرد آزما' مرد آفریں
موت کا پیغام ہر نوعِ غلامی کے لیے
نے کوئی فغفور و خاقاں' نے فقیرِ رہ نشیں
کرتا ہے دولت کو ہر آلودگی سے پاک و صاف
منعموں کو مال و دولت کا بناتا ہے امیں
اِس سے بڑھ کر اور کیا فکر و عمل کا انقلاب
پادشاہوں کی نہیں' اللہ کی ہے یہ زمیں
چشمِ عالم سے رہے پوشیدہ یہ آئیں تو خوب
یہ غنیمت ہے کہ خود مومن ہے محرومِ یقیں

توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کو مغرب میں آزادی اظہار کا نام دیا جا رہا ہے۔ یہ آزادی اظہار نہیں' اپنے خبث باطن اور مکروہ شیطانی ذہنیت کی نقاب کشائی ہے۔ یہ نسل دنیا کے ڈیڑھ ارب مسلمانوں کی بدترین دل آزاری ہے۔

آج مسلمانوں کی ذلت و رسوائی اور بے توقیری کا سبب اللہ کے دین سے بے وفائی ہے' ایمان و یقین کی کمی ہے۔ اگر ہم غلبہ اور سربلندی چاہتے ہیں' تو اپنی زندگیوں کو انفرادی سطح پر بھی دین کی پاکیزہ تعلیمات کے نور سے منور کرنا ہوگا' اور اپنی حیات اجتماعی میں بھی اسلام کے نظام عدل و قسط کو قائم اور نافذ کرنا ہوگا۔ جب ہم ایمان کے تقاضوں کو پورا کریں گے تو کوئی طاقت ہم پر غالب نہیں آ سکے گی۔ باری تعالیٰ کا ہم سے وعدہ ہے:

﴿وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۝﴾ (آل عمران:39)
''اور اگر تم سچے مومن ہوئے تو سربلندی تمہارا مقدر ہوگی۔''

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگیوں کو دین کے مطابق بسر کرنے اور کفار کے مقابلے میں ایک متحدہ قوت بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

(مرتب: محبوب الحق عاجز)

قرآن حکیم: ہدایت کا سمندر

(مراسلہ: اہلیہ انصار)

قرآن حکیم ہدایت کا سمندر ہے۔
اس میں علم و حکمت کے موتی بکھرے ہوئے ہیں۔
آیئے! ہم سنت کی ''لائف جیکٹ'' پہن کر اس سمندر میں غوطہ زن ہو جائیں۔
ان موتیوں کو چن کر ان سے ایک خوبصورت اور قیمتی زیور تیار کریں۔
ایسا زیور جس کی قیمت کا اندازہ آخرت میں ہوگا' جب ہم جنت میں محل و باغات حاصل کریں گے۔ ان شاء اللہ
اور اس زیور کو اپنے اعمال کی زینت بنائیں۔
قرآنی احکامات پر اس طرح عمل کریں کہ ہر عمل ہماری زندگی کی انگوٹھی میں نگینہ کی طرح فٹ ہو جائے۔
اور اب اس حسین اور پُر وقار زیور کی زیبائش (نور ہدایت) سے خود کو جگمگائیں۔
تا کہ خوش ہو جائے' ہمارا خالق جس نے ہمیں علم و حکمت کا یہ خزانہ بخشا ہے۔
تا کہ متاثر ہوں دوسرے (کافر) بھی
ہماری اس کردار و عمل کی زیبائش و خوبصورتی سے اور خواہش کریں کہ وہ بھی ایسے خوبصورت زیور سے آراستہ ہوں۔

بقیہ: اظہارِ رائے کی آزادی یا......

چھیڑ رکھی ہے' اور جس میں مسلمان حکمران بھی اُن کے شانہ بشانہ کھڑے ہیں' وہ جنگ دہشت گردی کے خلاف نہیں' اسلام کی مزاحمتی تحریک کے خلاف ہے۔ احیائے اسلام کی جدوجہد کرنے والوں کے خلاف ہے۔ اسلامی تہذیب کے خلاف ہے۔ 7/7 کے برطانوی حملوں کے بعد امریکہ نے کہا تھا کہ دہشت گرد ہمارے طرزِ زندگی (تہذیب) پر حملہ آور ہوئے ہیں۔ اس کے بعد اسی کا اعادہ کیا جاتا رہا۔ اب سٹیٹ آف یونین سے خطاب کرتے ہوئے امریکی صدر نے مزید وضاحت کر دی ہے کہ ''بنیاد پرست اسلام کے خلاف جنگ جاری رہے گی''۔ گویا ان کا ٹارگٹ اسلام ہے' اسلامی تہذیب ہے' اور ان کا مشن ہے مغربی تہذیب کی بالادستی اور نئے شیطانی عالمی نظام کا قیام! افغانستان اور عراق پر ہونے والی جارحیت سے لے کر شام اور ایران کو دی جانے والی دھمکیوں تک کشمیر اور فلسطین کے دیرینہ مسائل میں غاصبوں اور ظالموں کی جانبداری سے لے کر توہینِ رسالت کی گھناؤنی وارداتوں کی حمایت تک ہر جگہ' یہی حقیقت جلوہ گر دکھائی دیتی ہے۔

اندریں حالات اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ جہاں ایک طرف اس گھناؤنے اقدام کے خلاف مسلمان اپنے احتجاج کو مؤثر اور مربوط بنائیں' وہاں انہیں عالمی سازشوں کے تناظر میں اسلام کے دفاع اور امہ کی بہتری کے لیے انقلابی فیصلے کرنا ہوں گے۔ امت کے اتحاد کے لیے یورپی یونین کی طرز پر اسلامی یونین کا قیام وقت کا اوّلین تقاضا ہے' لیکن یہ سب کچھ تب ہی ممکن ہے جب مسلمان انفرادی اور اجتماعی طور پر اسلامی ضابطۂ حیات کی طرف مراجعت کریں۔

سنوسی تحریک کے اثرات

سید قاسم محمود

امام سنوسی نے حصولِ علم کے لیے دنیائے اسلام کے تمام مشہور و معروف علمی مراکز سے' مثلاً جامع زینونہ' جامع قزوبین اور جامعہ الازہر وغیرہ سے خوشہ چینی کی تھی اور اسی غرض سے مکمل بارہ سال آپ مکہ مکرمہ میں مقیم رہے۔ حصولِ علم کے ساتھ ساتھ آپ نے اُس وقت دنیائے اسلام میں رائج تصوف کے تقریباً تمام سلاسل (طریق) میں درک حاصل کیا تھا۔ علومِ شریعت میں تو سنوسی نے اِتنا تبحر اور تفقہ فی الدین بہم پہنچایا تھا کہ آپ کو مجدد تسلیم کیا جاتا ہے۔ مزید برآں تمام عالمِ اسلام کی سیر و سیاحت کی تھی اور عالمِ اِسلام کی معاشرتی' معاشی پسماندگی' اخلاقی پستی اور سیاسی زوال کا بچشمِ خود مطالعہ کیا تھا' اور اِس پستی کے اسباب پر مدتوں گہرا غور و خوض کیا تھا اور اس سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ کیے تھے:

1۔ عالمِ اسلام کو ایسے مصلحین کی اشد ضرورت ہے جو مسلمانوں میں خالص دینِ اسلام کی تعلیمات کی عام نشر و اشاعت کا بیڑا اُٹھائیں۔

2۔ اُمت مسلمہ انتشار و انحطاط کا شکار ہے' فرقوں اور گروہوں میں بٹی ہوئی ہے۔ مسلمان حکمران مشاورتی اور جمہوری حکومت کی بجائے مطلق العنان اور استبدادی حکومت قائم کرنے کو ترجیح دیتے ہیں جو صریحاً اسلامی تعلیمات کی خلاف ورزی ہے۔

3۔ علماء کی اپنے فرائض کی ادائیگی سے غفلت اور سہل انگاری۔ علماء عموماً مسلمانوں میں علوم کی اشاعت اور صنعت و حرفت کی اہمیت سے یکسر غافل ہیں۔

اِن نتائج کو سامنے رکھ کر انہوں نے تمام عالمِ اسلام میں زاویے یعنی علمی و اصلاحی مراکز کا جال بچھا دیا۔ اُن کی بڑی کامیابی یہ تھی کہ انہوں نے متحارب اور دشمن قبائل کو باہم شیر و شکر کر کے اُن کے انتشار و افتراق کو اتحاد و اتفاق میں بدل دیا۔ الغرض سنوسی تحریک ایک ایسی جامع و مانع اصلاحی و احیائی تحریک تھی جو قدیم و جدید اسلامی افکار و نظریات کی جامع تھی۔

اب آخر میں اِس تحریک کے بارے میں دنیائے اسلام کے چند فاضل مصنفین اور دانشوروں کی آراء پیش کی جاتی ہے۔

کامیاب ترین تحریک

عرب دانشور محمد الطیب نے لکھا: اِس مبارک تحریک کی ضیا پاشیوں سے شمالی افریقہ منور و تابناک ہو گیا اور اس کے نُور کی کرنوں سے سوڈان' مغربی اور وسطی افریقہ کے میدان' مکہ کی وادی اور لیبیا کے صحرا روشن ہو گئے اور یہ تحریک بڑے موزوں وقت پر برپا ہوئی' جب اِس کی اشد ضرورت تھی' جس وقت جزیرہ عرب میں اس کی معاصر تحریک چل رہی تھی' یعنی شیخ محمد بن عبدالوہاب کی تحریکِ توحید' جس کا اثر و نفوذ جزیرہ عرب تک محدود تھا' اور جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ یہ انتہا پسند اور حدِ اعتدال سے بڑھی ہوئی تھی' اس لیے اِس کا اثر صرف جزیرہ عرب تک' بلکہ صحیح یہ ہے کہ نجد ہی تک محدود تھا۔ قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ اُس وقت خلافتِ عثمانیہ محمد بن عبدالوہاب کے خلاف برسرِ پیکار تھی اور اُس کے خلاف محمد علی پاشا نے مسلمانوں میں اسلام کے نام پر کھوکھلی نعرے بازی شروع کر رکھی تھی' یہاں تک کہ اس کو دین سے خارج قرار دے دیا تھا اور مسجدوں کے خطیبوں کو حکم دے رکھا تھا کہ محراب و منبر سے اِس بات کا اعلان کریں۔ ایسے نازک وقت میں امام اکبر سنوسی نے تحریک کے مرکز نجد کا دورہ کیا۔ پھر سید جمال الدین افغانی اپنی تحریک اتحادِ اسلامی لے کر اُٹھے جو اپنے اغراض و مقاصد کے لحاظ سے بتمام و کمال سنوسی تحریک سے متعلق تھی' جس میں اُن کے شاگرد مفتی محمد عبدہٗ نے اُن کا پورا پورا ساتھ دیا اور اس طرح ان تحریکوں نے اصلاحات کی بلند بانگ صداؤں سے طویل عرصے سے گہری نیند میں سوئے ہوئے عالمِ اسلام کو بیدار کیا۔ بہر حال سنوسی تحریک اِس میدان میں سب سے پہلی اور سب سے زیادہ گونج دار آواز تھی۔ وسائل کے لحاظ سے کامیاب ترین اور سریع الاثر' جس نے نہ صرف لیبیا بلکہ شمالی افریقہ' مصر و سوڈان' حجاز' ہندوستان' انڈونیشیا' ترکی اور ایران میں لاکھوں لوگوں کو ہدایت کی راہ دکھائی۔

سنوسی تحریک کی ضیا پاشیوں سے سوڈان' مغربی اور وسطی افریقہ کے میدان' مکہ کی وادی اور لیبیا کے صحرا روشن ہو گئے

امام سنوسی بحیثیت مجدّد

محترمہ مریم جمیلہ نے اپنی ایک مشہور تصنیف ''اسلام: نظریہ و عمل'' میں لکھا: ''اپنے اِس کام میں سنوسی زیادہ تر امام احمد حنبلؒ' امام غزالیؒ اور امام ابن تیمیہؒ کی تعلیمات سے متاثر تھے۔ آپ کے سامنے اپنے ہم عصر مجدّد محمد بن عبدالوہاب کی تحریک بھی تھی۔ اگرچہ دونوں مجدّدوں کے مقاصد' اُمنگیں اور نظریات یکساں تھے۔ تاہم تصوف کے بارے میں سنوسی تحریک کا رویہ وہابی تحریک کے عمل سے قطعی مختلف اور موذبانہ تھا۔ البتہ وہ تصوف کی مناسب حد تک حوصلہ افزائی کے باوجود ایسے سلاسلِ تصوف کو' جن میں سماع اور وجد جائز ہے' دوسرے خلافِ شرع فعل کی طرح سخت ممنوع قرار دیتے تھے۔

سید احتشام احمد ندوی نے اپنے ایک مضمون میں لکھا:

''سنوسی تحریک کی ابتدا کسی خاص واقع کی وجہ سے نہیں ہوئی تھی۔ شیخ سنوسی نے عالمِ اسلام کی مجموعی حالت پر اچھی طرح غور کر کے اور سوچ سمجھ کر یہ تحریک شروع کی تھی جو نہ کسی خاص ملک یا خاص قوم تک محدود تھی' نہ کسی خاص وقت کے لیے مخصوص تھی۔ نظریاتی حیثیت سے یہ دعوت بہت وسیع تھی۔ خود شیخ سنوسی اگرچہ مالکی مسلک سے تعلق رکھتے تھے' مگر اُن کی دعوت میں ہر طرح کے لوگ شریک تھے۔ وہ اندھی تقلید کے بالکل قائل نہ تھے۔ تقلید کے عیوب پر انہوں نے ایک کتاب بھی لکھی تھی۔ اس تحریک کی سب سے بڑی کوشش یہ تھی کہ اُن غلط عقائد' رجحانات' رسوم کو جو مسلمانوں میں رائج ہو گئے ہیں' دُور کیا جائے اور خالص دین کی دعوت عام کی جائے۔ ذہنی و عقلی حیثیت سے مسلمانوں میں توسیع اور وسعت نظری پیدا کی جائے۔''

شریعت و طریقت میں امتزاج

مستشرقین نے امام سنوسی کو عام طور پر بحیثیت صوفی اور اُن کی تحریک کو تصوف کے ایک سلسلے کے طور پر پیش کیا ہے جو صحیح نہیں ہے۔ آپ عالم ہونے کے ناطے علماء اور اولیاء کی یکساں قدر کرتے تھے۔ اُن کی زندگی میں اُن سے کسب فیض بھی کرتے' لیکن مرنے کے بعد قبر پرستی کے قائل نہیں تھے۔

آپ اگرچہ ابن تیمیہؒ کے افکار سے بھی متاثر تھے' لیکن تصوف کے معاملے میں محمد بن عبدالواہاب کی طرح سخت گیر اور متشدد نہ تھے کہ بالکل ہی نفی کرتے' نہ اس قدر غلو پسند تھے' جتنے اُس وقت کے صوفیا تھے' بلکہ آپ نے امام غزالیؒ کی طرح شریعت و طریقت میں حسین امتزاج پیدا کیا۔ چونکہ اُس زمانے میں تصوف کا دور دورہ تھا' لہٰذا آپ نے اس سے کام لیا اور اسی راہ سے لوگوں کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا' لیکن عام صوفیا کی طرح علم کے دشمن نہ تھے:

آپ کے ایک مستند سوانح نگار Evans Pritchar نے اپنی کتاب کا آغاز ہی اِس جملے سے کیا ہے: ''سنوسیہ تصوف کا ایک نیا سلسلہ ہے یا جیسا کہ بعض اوقات کہا جاتا ہے کہ یہ لوگ درویش ہیں''۔ لیکن اِس کے ساتھ ہی وہ لکھتے ہیں:

''سنوسیہ بہت ہی مذہب کا پابند ایک طریقہ ہے۔ یہ کوئی فرقہ نہیں ہے' بلکہ ایک برادری یا جماعت ہے۔ اِس کے بانی کے مخالفین ایک غیر جانب دار شخص کو بھی یہ باور نہیں کرا سکے کہ سنوسی الحاد و زندقہ کے مرتکب تھے' اگرچہ انہوں نے یہ ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ وہ صرف چند بہت ہی معمولی معاملات میں سنوسی پر مالکی فقہ سے روگردانی کرنے کا الزام لگانے

میں کامیاب ہو سکے ہیں۔ بہر حال اس کا تصوف بہت ہی سادہ اور مسلمہ تھا' یہاں تک کہ وہابی جیسے سخت گیر نقاد بھی سنوسیہ میں کسی قسم کی بدعت کا وجود ثابت نہ کر سکے۔ یہی وجہ ہے کہ وہابیوں نے حجاز میں صرف سنوسیہ کی موجودگی کو برداشت کیا ہے۔"

لیکن اِس کے برعکس مصنف و مفکر ایس رضوان علی لکھتے ہیں:

"سنوسی تحریک کوئی تصوف کا طریقہ نہیں ہے' جیسا کہ مغربی مصنفین نے اس کی تصویر کشی کی ہے۔ اپنے ابتدائی مراحل میں یہ ضرور ایک رُوحانی ارتقاء کی تحریک تھی' لیکن بعدازاں یہ ایک مکمل تحریک بن گئی جو زندگی کے تمام پہلوؤں کو محیط تھی' یہاں تک کہ جب ضرورت پڑی تو جنگ آزادی لڑنے کے لیے بھی تیار تھی۔ سنوسی نے اپنے پیروکاروں میں ایمان و ایقان' جرأت و ہمت کا ایسا جواں جذبہ پیدا کیا تھا کہ وہ اپنے اعلیٰ مقاصد کے حصول کے لیے ہر قسم کے ایثار و قربانی کے لیے ہمہ وقت مستعد و تیار رہتے تھے۔"

امام سنوسی کی کرشمہ ساز شخصیت

ڈاکٹر نیقولہ زیادۃ آپ کی ہمہ پہلو شخصیت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

"سنوسی کبیر کی کامیابی عظیم کامیابی تھی اور اس کی عظمت کا اندازہ بہتر طور پر تبھی ہو سکتا ہے جب ہم ان نامساعد حالات کا تصور کریں جن میں سنوسی کو کام کرنا پڑا۔ یہ کارنامہ یقیناً ایک عظیم شخصیت کا مرہونِ منت تھا' جو عقلی' روحانی اور اخلاقی لحاظ سے اپنے معاصرین اور ساتھیوں سے بدرجہا بہتر تھی۔ وہ اپنی ذہانت و فطانت کی وجہ سے مرعوب کُن شخصیت کے مالک تھے' جس پر اُن کے تجرِ علمی' اصابتِ رائے اور نئے جدید خیالات کو قبول کرنے پر آمادگی نے اُن کی شخصیت میں ایک مقناطیسی اثر پیدا کر دیا تھا کہ لوگ اُن کی طرف کھنچے چلے آتے تھے۔ کام' کام اور مسلسل کام اور تخلیقی عمل اُن کی زندگی کا دلچسپ ترین مشغلہ تھا۔"

ایک ترک مؤرخ نے اُن کی شخصیت کے بارے میں اپنا تاثر یوں رقم کیا:

"سنوسی تحریک کے مقاصد کی عظمت' اُن کے حصول کے سادہ اور کمیاب وسائل اور اُن کو پیش آمد گھمبیر مسائل کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے جو اُس کے بانی کو پیش آئے اور جن کا اُس نے مردانہ وار مقابلہ کیا تو کوئی بھی اُس شخص کی عظمت اور ذہانت و فطانت اور عقل و دانش کا اعتراف کیے بغیر نہیں رہ سکتا جو اللہ نے اُسے ودیعت کی تھیں۔"

معروف مستشرق سی سی آدم اُن کی ہمہ گیر شخصیت کو اِن الفاظ میں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں:

"السید السنوسی کافی قد آور اور مرعوب کن شخصیت کے مالک تھے۔ وہ فصیح البیان مقرر تھے' شاگردوں کی کثرت کو دیکھا جائے تو ایک اچھے استاد تھے۔ صحرا کے غیر مہذب عربوں سے معاملہ کرنے کا فن خوب جانتے تھے۔ ہجوم کو قابو کرنے کے لیے جن صلاحیتوں کی ضرورت ہوتی ہے' اُن میں بدرجۂ اتم موجود تھیں اور جو شخص بھی اُن سے ملتا تھا' اُس پر اپنے علم و فضل اور حُسن اِخلاق کا گہرا اثر قائم کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے متعلق یہ مشہور تھا کہ آپ غیر معمولی رُوحانی طاقت اور اُس پر تصرّف کے مالک ہیں"۔

امام سنوسی بحیثیت مُصلح

ڈاکٹر نیقولہ زیادہ نے امام سنوسی کو بہت بڑا مُصلح ثابت کرنے کے لیے لکھا ہے: وہ دونوں (امام ابن علی سنوسی اور اُن کے فرزند محمد بن علی سنوسی) عالمِ اسلام کی اصلاح کرنا چاہتے تھے۔ عالمِ اسلام سے آغاز کر کے وہ نجی اصلاح کے دائرے کو تمام دنیا تک پھیلا دینا چاہتے تھے۔ اسلام کے پیروکاروں کے باہم مختلف گروہوں کو باہم متحد کر کے انہیں ایک عظیم روحانی' اور ممکن ہو تو سیاسی جمعیت و تنظیم میں بدل دینا اُن کا مقصود تھا۔ لیکن انہوں نے محسوس کر لیا تھا کہ فرد کی ظاہری حالت کو بدل کر یہ مقصد حاصل نہیں کیا جا سکتا' جب تک کہ اس کے باطن کی کایا پلٹ نہ کی جائے۔ لہٰذا انہوں نے مسلم فرد کے باطن کو بدلنے پر اوّلین توجہ مبذول کی اور لیبیا سنوسی کبیر اور اُن کے جانشین کے لیے ایک عملی تجربہ گاہ کی حیثیت اختیار کر گیا' جہاں انہوں نے مسلم افراد کی ایسی اخلاقی اور رُوحانی اصلاح کی کہ وہ دوسرے اصلاح یافتہ مسلمانوں کے لیے نمونہ ثابت ہوئے۔ مزید براں امام سنوسی بطور بانی تحریک اور اُن کے فرزند بطور ایک تبلیغی تنظیم کے امیر کے نئے علاقوں میں تبلیغ اسلام کی اہمیت کو محسوس کر چکے تھے جو دائرہ اسلام میں داخل ہونے والوں کے لیے ذریعہ نجات تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ لیبیا کی آزادی بلاشبہ سنوسی تحریک کی مرہون منت ہے اور یہ اعزاز تحریک کی نڈر اور مستقل مزاج قیادت کے سر بندھتا ہے۔ تحریک کا آغاز تو مسلمانوں میں ایمان و ایقان کی شمع روشن کرنا تھا تاکہ وہ اپنی زندگی اسلامی اقدار اور اصولوں کے مطابق گزار سکیں' لیکن اس کا انجام ایک وسیع سلطنت کے قیام پر منتج ہوا' یہ واقعہ گزشتہ صدی کا ایک عظیم کارنامہ تھا۔

> **اگر چہ شیخ سنوسیؒ مالکی مسلک رکھتے تھے' مگر اُن کی تحریک میں ہر طرح کے لوگ شامل تھے۔ وہ اندھی تقلید کے بالکل قائل نہ تھے۔ اُن کی کوشش تھی کہ مسلمانوں میں وسعتِ نظری پیدا کی جائے**

آئندہ شمارہ میں

بیبا کی تحریک سنوسی کا حال بیان کرنے کے بعد اب ہم آئندہ قسط سے سوڈان میں داخل ہوں گے اور وہاں مہدی تحریک کے روبرو ہوں گے۔ سنوسی تحریک کی تفصیلات حاصل کرنے میں ہم نے بعض کتابوں' طبع شدہ اور مقالات کے علاوہ بالخصوص حافظ سید خالد محمود ترمذی کے اُس تحقیقی مقالے سے مدد لی ہے جو انہوں نے پی ایچ ڈی کے لیے تحریر کیا تھا۔ [س ق م]

بقیہ: یادوں کی تسبیح

جمعیت کے کارکنوں کو کالجوں میں کام کرنے کا وقت کم ہی ملتا تھا کہ وہاں طلبہ کا اکثر وقت کلاسوں میں صرف ہو جاتا تھا۔ اس لئے کراچی جمعیت نے رہائشی علاقوں میں حلقے بنا کر کام شروع کیا۔ ان حلقوں میں جو طلبہ رہتے تھے' ان تک جمعیت کی دعوت پہنچانا اور انہیں تحریک سے قریب لانا مقصود تھا۔ اس لحاظ سے رہائشی بنیادوں پر حلقوں میں کام بہت مفید رہا۔ بعد میں اُسروں کا نظام قائم کیا گیا۔ یہ نظام الاخوان المسلمون سے اخذ کیا گیا تھا۔ اس کے تحت ایک دو محلوں کے سات آٹھ کارکنوں پر مشتمل ایک اُسرہ ہوتا تھا۔ افراد کی زیادہ سے زیادہ تعداد دس ہوتی تھی۔ یہ لوگ ایک خاندان کی طرح رہتے تھے جیسے آپس میں بھائی بھائی ہوں۔ دن میں عموماً ایک وقت کی نماز (فجر یا عشاء) یہ سب "بھائی" ایک مسجد میں ادا کرتے تھے۔ کسی کو کوئی تکلیف یا مشکل پیش آتی تو وہ بلا تکلف بیان کرتا اور دوسرے بھائی اس کی ہر طرح سے مدد کرتے۔ ساتھ کھانے کے پروگرام بنتے' ہر بھائی اپنے گھر سے کھانا لاتا اور ساتھ بیٹھ کر کھاتے۔ اپنی تربیت کے لیے شب بیداری کے پروگرام منعقد کرتے۔ کبھی پکنک بھی مناتے کہ۔

اچھا ہے دل کے ساتھ رہے پاسبانِ عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

(جاری ہے)

ضرورت رشتہ

☆ رفیق تنظیم اسلامی' مبشر نعیم' تعلیم ایم اے' ایم فل' عقد ثانی' پہلی بیوی سے تین بچے ہیں' کے لیے تحریکی مزاج کی حامل قاریہ یا عالمہ کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0300-7746770

☆ عمر 31 سال' تعلیم ایف اے' پرائیویٹ ملازمت' ارائیں فیملی ضلع چکوال کے گاؤں کے رہائشی نوجوان کے لیے دینی مزاج کے حامل گھرانے سے ہم پلہ رشتہ مطلوب ہے۔
برائے رابطہ: 0300-7276053

یادوں کی تسبیح

مری صُراحی سے قطرہ قطرہ نئے حوادث ٹپک رہے ہیں
میں اپنی تسبیحِ روز و شب کا شمار کرتا ہوں دانہ دانہ

قاضی عبدالقادر

اسلامی جمعیت طلبہ کراچی میں ایک بار یہ پابندی لگ گئی کہ اس کا کوئی رفیق (رکن) برطانیہ یا امریکہ وغیرہ کسی بیرونی ملک تعلیم کے لیے نہیں جائے گا' اس لئے کہ وہاں اخلاق و کردار کے بگاڑ کا اندیشہ ہے۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد یہ پابندی اٹھالی گئی اور خرم جاہ مراد' (ڈاکٹر) عمر چھاپرہ' مرغوب احمد مرحوم اور دیگر رفقاء تعلیم کے لیے بیرون ملک چلے گئے۔

جمعیت کے رفقاء کے اجتماع میں عموماً سنجیدگی ہوتی تھی لیکن کبھی کبھی کوئی پھلجھڑی چھوڑ دیتا تھا۔ ایک دفعہ جمعیت کے رفقاء پر یہ پابندی لگائی گئی کہ وہ بغیر کسی اشد ضرورت کے صدر بازار نہیں جائیں گے' اس لیے کہ وہاں کا ماحول اچھا نہیں ہوتا۔ (ڈاکٹر) منظور احمد ناظم تھے۔ محمد میاں اور ان میں دوستی بھی بہت تھی لیکن کبھی کبھی اجتماع میں کچھ دوستانہ نوک جھونک بھی ہو جاتی تھی۔ مثلاً ایک بار محمد میاں نے رفقاء کے اجتماع میں منظور احمد صاحب پر ''الزام'' لگایا کہ وہ فلاں روز صدر میں گھوم رہے تھے۔ منظور صاحب نے ترکی بہ ترکی اُن سے پوچھا کہ اچھا پھر آپ کہاں تھے۔ اِس پر سب ہنسنے لگے۔ اسی طرح جمعیت کے رفقاء پر فلمیں دیکھنے پر پابندی تھی چاہے وہ اردو میں ہوں یا انگریزی میں۔ ایک اجتماع میں محمد میاں کھڑے ہوئے اور کہا کہ میں انگریزی لٹریچر کا اسٹوڈنٹ ہوں۔ آج کل شیکسپیئر کے ایک ڈرامہ پر مشتمل فلم آئی ہوئی ہے' مجھے دیکھنے کی اجازت دی جائے۔ اتنے میں ابصار عالم بھائی (مرحوم) بھی کھڑے ہوئے اور اپنی مخصوص مسکراہٹ کے ساتھ کہا کہ میں بھی تاریخ کا اسٹوڈنٹ ہوں۔ آج کل ایک فلم ''بیجو باورا'' لگی ہوئی ہے۔ پھر مجھے بھی اسے دیکھنے کی اجازت دی جائے۔ اور یوں معاملہ ہنسی میں ختم ہوگیا۔

(ڈاکٹر) منظور احمد نے بطور ناظم ایک دفعہ رفقاء کے اجتماع میں جمعیت کے فنڈز کی کمی کا بہت رونا رویا۔ واقعی جمعیت کے پاس فنڈز کی بہت کمی ہوگئی تھی۔ اس زمانہ میں ٹاور سے برنس روڈ بس کا کرایہ ایک آنہ اور صدر تک پانچ پیسے ہوتے تھے (واضح رہے کہ ایک آنہ میں چار پیسے ہوا کرتے تھے)۔ تقریر کے جوش میں رفقاء کے جذبہ انفاق کو بڑھانے کے لیے فرمانے لگے کہ دیکھئے میں ایک مثال دیتا ہوں۔ اگر آپ کو ٹاور سے صدر جانا ہے تو پانچ پیسہ کا ٹکٹ لینے کی بجائے برنس روڈ تک کا چار پیسہ کا ٹکٹ لیجئے۔ برنس روڈ سے صدر پیدل چلے جایئے اور یوں جو ایک پیسہ بچے وہ جمعیت کو دے دیجئے۔ ایک طرف سے آواز آئی کہ برنس روڈ سے ڈائریکٹ صدر جانے کے بجائے پہلے دفتر جمعیت آ کر ایک پیسہ جمع کرا کے پھر آگے بڑھیے۔ تمام رفقاء زیرِ لب مسکرا رہے تھے کہ منظور صاحب نے جذبۂ انفاق کو کیا خوب بلند کیا ہے کہ:

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر ''انفاق'' سے پہلے
''ناظم رفقاء سے خود پوچھے بتا تُو نے دیا کیا ہے''

اجتماع کے ختم ہونے کے بعد میں منظور صاحب کے پیچھے پیچھے ہو لیا اور اکیلے میں ان سے عرض کیا کہ ناظم صاحب قبلہ! آپ جو یہ جیب پر اتنا قیمتی پین (غالباً پارکر تھا) لگائے ہوئے ہیں' ایسا نہیں ہوسکتا کہ اس کو فروخت کر کے ایک سادہ سا قلم لگا لیں اور اس طرح جو پیسے بچیں وہ جمعیت کو دے دیں۔ منظور صاحب کا جواب صرف ایک مسکراہٹ تھا۔

مرید سادہ تو رو رو کے ہو گیا تائب
خدا کرے کہ ملے شیخ کو بھی یہ توفیق

جمعیت میں اسروں کا نظام قائم کیا گیا' جس کے افراد بالعموم ایک وقت کی نماز ایک مسجد میں ادا کرتے تھے۔
کسی کو کوئی تکلیف' پریشانی ہوتی تو بلاتکلف بیان کرتا۔ دوسرے بھائی اُس کی ہر طرح سے مدد کرتے تھے

جمعیت کے بیت المال کی حالت واقعی بڑی پتلی تھی۔ میں فکرمند تھا کہ میں اس سلسلہ میں کیا کرسکتا ہوں۔ میرے پاس اتنی رقم نہیں تھی کہ دے سکتا اس لئے کہ میں اور میرے گھر والے بہت مشکل سے Hand to mouth گزارا کر رہے تھے۔ ابصار عالم بھائی سے اپنی ''فکرمندی'' ظاہر کی۔ انہوں نے اس سلسلہ میں میری یہ مدد کی کہ ایم اے کی کلاسوں کے ہاتھ سے لکھے نوٹس اور پچھلے کئی سالوں کے امتحانی پرچے لا کر دیئے کہ ان کو ٹائپ کرلو۔ جتنی زیادہ کاپیاں نکل سکتی ہوں' نکال لو۔ کام خاصا بڑا تھا۔ میں اس میں لگ گیا۔ ٹائپ کی میری اسپیڈ بہت اچھی تھی۔ فارغ وقت میں لگ کر ایک ہفتہ میں کام مکمل کر کے ابصار بھائی کو دے دیا۔ اس سے مجھے شاید ڈیڑھ سو روپے اجرت ملی۔ اس زمانہ (1953ء) میں یہ رقم بہت تھی' میری کوئی ڈیڑھ ماہ کی تنخواہ کے برابر۔ میں یہ رقم لے کر خورشید احمد بھائی کے گھر پہنچا اور انہیں بتایا کہ چونکہ جمعیت کے بیت المال کی حالت بقول ناظم صاحب کے بہت خراب ہے' اس لیے میں نے پرائیویٹ ٹائپ کا کام کر کے یہ رقم کمائی ہے۔ آپ اس کو جمعیت کے لئے قبول فرمالیں۔ خورشید احمد بھائی کہنے لگے کہ ایک رفیق جمیل احمد خان (جنہوں نے انجینئرنگ کی ڈگری حاصل کر کے ڈاکٹریٹ کی اور کچھ عرصہ پہلے تک این ای ڈی انجینئرنگ یونیورسٹی کے وائس چانسلر رہ چکے ہیں) کی سائیکل چوری ہوگئی ہے۔ تم اجازت دو تو یہ رقم انہیں سائیکل خریدنے کے لئے دے دی جائے۔ عرض کیا کہ جیسا آپ چاہیں۔ اور یوں یہ رقم ان کو دے دی گئی...... حالانکہ میں شدید محنت کر کے اسے جمعیت کے بیت المال کے لیے لے کر گیا تھا۔ اور اگر کسی کی ''ضرورت'' کو دیکھا جائے تو اس کا سب سے زیادہ ضرورت مند تو میں خود تھا۔ میرے گھر میں تنگ دستی کا عجب عالم تھا۔ والد صاحب اور بہن اکثر بیمار رہتے تھے' میں ان کا صحیح علاج تک نہ کرا پاتا تھا۔ برنس روڈ پر ایک میمن انجمن کے تحت چیری ٹیبل ڈسپنسری تھی جہاں جا کر وہ لوگ دوا لے آتے تھے۔ جمیل احمد خان اسکول میں مجھ سے جونیئر تھے' میرے محلہ میں ہی رہتے تھے۔ فجر کے بعد وہ' محمد یاسین اور میں سیر کے لیے جایا کرتے تھے۔ جمیل ذہین تھے اور میٹرک میں فرسٹ کلاس فرسٹ پوزیشن حاصل کی تھی۔ خورشید احمد بھائی تو ایسے ذہین لڑکوں کی ''تاک'' میں لگے رہتے تھے اور ان کی بہت زیادہ ''نازبرداری'' بھی کرتے تھے۔ جمیل احمد خان اپنی پڑھائی میں زیادہ منہمک اور جمعیت کا کام بہت کم کرتے تھے۔ لیکن ''لاڈ پیار'' میں وہ ہم سے بہت آگے تھے۔ این ای ڈی یونیورسٹی میں بطور وائس چانسلر اسلامی جمعیت طلبہ کے خلاف انہوں نے جو ''کارنامے'' انجام دیئے' جمعیت کے لڑکوں کو جس طرح ہراساں کیا' جمعیت کو جس طرح تباہ کرنے کی کوشش کی' یہ کل ہی کی تو بات ہے!

قاتل کو کوئی قتل کے آداب سکھائے
دستار کے ہوتے ہوئے سر کاٹ رہا ہے

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جمعیت ہو یا کوئی اور تحریک' ''افتخار'' کا معیار (Criteria) کیا ہے؟ کیا وہ لوگ قابلِ فخر ہیں جو تحریک کا کام ایک طرف رکھ کر یا تھوڑا بہت کر کے اپنا سارا یا اکثر وقت پڑھائی پر دیں اور اس طرح اپنا شاندار دنیاوی کیریئر بنائیں یا وہ لوگ جو پڑھائی اور کیریئر کو ایک طرف رکھ کر اپنے آپ کو تحریک میں پوری طرح کھپائیں؟ یہ ایک بہت بڑا سوال ہے اور اس کے جواب پر ہی میں سمجھتا ہوں کہ ''نجات'' کا دار و مدار ہے (اس سلسلہ میں کچھ باتیں آگے آئیں گی)۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ ؎

ترکِ جاں و ترکِ مال و ترکِ سر
در طریقِ عشق اوّل منزل است

(باقی صفحہ 9 پر)

توہین رسالتؐ کے مرتکب ممالک سے سفارتی اور تجارتی تعلقات ختم کئے جائیں

نازیبا کارٹونوں کی اشاعت تہذیبی تصادم کا مظہر ہے

گھناونے فعل کے مرتکب مسلمانوں کے ہی نہیں تمام انسانیت کے دشمن ہیں

یورپی اخبارات میں توہین رسالت پر مبنی خاکوں کی اشاعت کے خلاف تنظیم اسلامی حلقہ لاہور کے زیر اہتمام احتجاجی مظاہرہ کی روداد

مرتب: وسیم احمد

ہمارے پیارے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں ڈنمارک، ناروے، جرمنی، فرانس، نیوزی لینڈ اور امریکہ کے اخبارات و جرائد نے توہین آمیز کارٹون شائع کیے ہیں۔ جس کی وجہ سے پوری دنیا کے مسلمان عوام میں شدید غم وغصہ پایا جاتا ہے۔ آزادی صحافت کی آڑ میں مغربی اقوام نے جس طرح اپنا خبث باطن ظاہر کیا ہے اس کی کوئی مثال شاید ہی ماضی میں ملے۔ اس پر مستزاد ان ممالک کی حکومتیں جس ڈھٹائی اور بے شرمی سے اپنے اخبارات و جرائد کی سرپرستی کر رہی ہیں اس کی وجہ سے مسلمانوں میں شدید اشتعال پایا جاتا ہے۔ جس کی رپورٹنگ دنیا بھر کا پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کر رہا ہے حیرانی کی بات یہ ہے کہ زیادہ تر میڈیا توہین رسالتؐ پر مبنی خاکوں کی اشاعت کی رپورٹنگ تو کر رہا ہے مذمت نہیں کر رہا۔

نبی کریم ﷺ کے شان کے خلاف کارٹونوں کے شائع ہونے کے بعد پوری دنیا کے مسلمان عوام ہی صدائے احتجاج بلند کر رہے ہیں اور حرمت رسالت کی حفاظت کے لیے اپنی جانیں بھی قربان کر رہے ہیں جبکہ ہمارے حکمران مجرمانہ خاموشی اختیار کیے ہوئے ہیں۔ حکمرانوں کی سوئی ہوئی غیرت کو جگانے اور شمع رسالت ﷺ کے پروانوں کی آواز میں آواز ملانے کے لیے تنظیم اسلامی لاہور نے 11 فروری بعد نمازِ عصر پریس کلب کے سامنے پرامن احتجاجی مظاہرہ کیا۔ اس مظاہرہ میں رفقاء تنظیم کی بڑی تعداد کے علاوہ دیگر احباب نے بھی شرکت کی۔ مظاہرین نے بینرز اور پلے کارڈز اٹھار کھے تھے۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ (امیر تنظیم اسلامی لاہور) نے مظاہرین سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ طاغوتی قوتیں پریس کی آزادی کے نام پر صحافتی دہشت گردی پھیلا رہی ہیں۔ ان کی عدالتیں بھی ان معاملات میں شریک جرم ہیں جو مسلمانوں کی درخواست کے باوجود کوئی ریلیف دینے کے لئے تیار نہیں۔ یہودی لابی مسلمانوں کی ثقافت، معیشت اور مذہب کو تباہ کرنے کی گھناؤنی سازشوں میں بنیادی کردار ادا کر رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ جس ذات اقدسؐ پر اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس ہستی کے خلاف نازیبا خاکے شائع کرنا مسلمانوں کی غیرت ایمانی کو للکارنے کے مترادف ہے۔ انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ مسلمان فوجی اور اقتصادی لحاظ سے اگرچہ کمزور ہیں لیکن رحمۃ للعالمین کے نام پر کٹ مرنے کو تیار ہیں۔ انہوں نے توہین رسالتؐ کے مرتکب ممالک سے سفارتی اور تجارتی تعلقات ختم کرنے کا مطالبہ کیا۔

تنظیم اسلامی شعبہ نشر واشاعت کے سربراہ ایوب بیگ مرزا نے کہا کہ بیرونی ممالک کے اخبارات میں رسول کریم ﷺ کے توہین آمیز کارٹونوں کی اشاعت یہودی لابی کی کارستانی ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہودی اس منصوبے پر زوروشور سے کام کر رہے ہیں کہ عیسائیوں کی قوت کو مسلمانوں کی ہلاکت و تباہی کے لیے استعمال کی جائے۔ انہوں نے مغربی دنیا کو مشورہ دیا کہ وہ یہود کی تاریخ کا مطالعہ کریں، یہ ایک محسن کش قوم ہے۔ عیسائیوں سے مفاد حاصل کرنے کے بعد یہودی ان سے بھی مسلمانوں جیسا سلوک کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ محسن انسانیتؐ کے خاکے شائع کرنے والے صرف مسلمانوں کے نہیں بلکہ انسانیت کے دشمن ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مزاحیہ خاکوں کی اشاعت کے فوراً بعد اگر او آئی سی یہ وارننگ دیتی کہ ڈنمارک کی حکومت معذرت کرے ورنہ تمام اسلامی ممالک اس سے سفارتی تعلقات منقطع کرلیں گے تو دوسرے یورپی ممالک کے اخبارات کو یہ توہین آمیز خاکے شائع کرنے کی جرأت نہ ہوتی۔ اس موقع پر جناب اشرف وصی اور جناب نوید احمد نے بھی مختصر خطاب کیا اور نبی کریم ﷺ کی شان کے خلاف کارٹونوں کی اشاعت کے خلاف اپنے دلی جذبات کا اظہار کیا۔

اس موقع پر مظاہرین نے جو بینرز اور پلے کارڈز اٹھار کھے تھے ان پر درج ذیل عبارتیں تحریر تھیں:

☆ O.I.C Do U See,How Islam Being Ridiculed

☆ توہین آمیز خاکوں کی اشاعت سے اسلام کے خلاف مغرب کا خبث باطن آشکارا ہوگیا۔

☆ مسلمانوں کو دہشت گرد ثابت کرنے میں ناکامی پر یورپ اور امریکہ گالیاں دینے پر اتر آئے ہیں۔

☆ جس نبیؐ پر اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجیں اس ذات کے تقدس کا مزاحیہ خاکہ؟ الحذر الحذر

☆ کارٹونوں کی بار بار اشاعت تہذیبوں کے تصادم کا آغاز ہے۔

☆ رحمت للعالمینؐ کے توہین آمیز خاکے چھاپنا عالمی امن سے دشمنی اور اخلاقی دیوالیہ پن کا ثبوت ہے۔

☆ مسلم میڈیا طاغوتی جرنلزم کا میڈیا ٹرائل کرے۔

☆ توہین رسالتؐ کے مرتکب ممالک سے سفارتی اور تجارتی تعلقات ختم کیے جائیں۔

☆ کارٹونوں کی اشاعت مغرب کے غیر مہذب ہونے کا ثبوت ہے۔

زوالِ امت کے اسباب

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عنقریب غیر مسلم قومیں تمہاری سرکوبی کے لئے ایک دوسرے کو بلائیں گی اور (پھر وہ سب مل جل کر) دھاوا بول دیں گی جیسا کہ بہت سے کھانے والے افراد ایک دوسرے کو بلا کر دسترخوان پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔“ ایک آدمی نے عرض کیا حضور! کیا اس وقت ہماری تعداد تھوڑی ہوگی؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ”نہیں بلکہ اس وقت تم تعداد میں بہت کثیر ہوگے لیکن تمہاری حیثیت سیلاب کے کوڑا کرکٹ اور جھاگ سے زیادہ نہ ہوگی اس وقت اللہ تعالیٰ کا فیصلہ یہ ہوگا کہ دشمن قوموں کے دل سے تمہارا رعب ختم ہوجائے گا اور تمہارے دل ”وَھْن“ کا شکار ہوجائیں گے۔“ کسی نے پوچھا یا رسول اللہ! ”وَھْن“ کسے کہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: دنیا سے محبت اور موت سے نفرت“۔ (رواہ ابوداؤد)

توہین آمیز خاکوں کی اشاعت

اظہار رائے کی آزادی یا تہذیبوں کا تصادم

محبوب الحق عاجز

ڈنمارک اور ناروے کے اخبارات میں نبی آخر الزمان حضرت محمد ﷺ کے توہین آمیز کارٹونوں کی اشاعت کے خلاف شدید احتجاج کا سلسلہ جاری ہے اور روز بروز اس میں اضافہ ہو رہا ہے۔ مسلمانانِ عالم اپنے غم و غصہ کے اظہار کے لیے مظاہرے کر رہے ہیں' ان ممالک کے سفارت خانوں پر حملے کیے جا رہے ہیں' اُن کی مصنوعات کا بائیکاٹ کیا جا رہا ہے۔ وہ اس دل آزار حرکت پر متعلقہ اخبار کے ایڈیٹر کے خلاف سخت کارروائی کا مطالبہ کر رہے ہیں اور ساتھ ساتھ اپنے حکمرانوں سے بھی اس واقعہ کے مرتکب ممالک سے سفارتی اور تجارتی تعلقات کے مکمل خاتمہ کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ وہ شدید صدمے کی کیفیت میں ہیں۔ اُن کے دل مجروح' روح بے چین اور ذہن بے قرار ہیں۔ امت محمدیہ ﷺ کا ہر فرد خواہ وہ کتنا ہی گناہگار ہو' عمل سے کتنا ہی بے گانہ ہو' شانِ مصطفیٰ اور ناموسِ رسالت پر کٹ مرنے کو بے تاب ہے۔ وہ شمع رسالت پر اپنی جان نچھاور کر کے علم الدین شہید کا بلند رتبہ پانے کا آرزومند ہے کہ یہی ایمان کا تقاضا ہے۔

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ یثربؐ کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا!

توہین رسالت پر مبنی ان خاکوں کی اشاعت کے بعد' مغربی دنیا کے دیگر اخبارات میں ان کے شائع کیے جانے' اور پھر یورپ و امریکہ کی مختلف تنظیموں اور حکمرانوں کی ڈنمارک اور ناروے کی مکمل حمایت اور برملا اظہار یکجہتی سے مغرب کے خبث باطن اور منافقت کا پردہ چاک ہو گیا ہے۔ اس سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ اسلام دشمنی میں یہود اور نصاریٰ آپس میں متحد اور ایک دوسرے کے معاون و مددگار ہیں۔ مغرب' جہاں ہر چیز بدل چکی ہے' انفرادی زندگی کے طور اطوار' رویے' اقدار تبدیل ہو چکی ہیں' مذہب میں من پسند خیالات شامل کر لیے گئے ہیں' اخلاقی اقدار کو ملیامیٹ کر دیا گیا ہے' طرزِ زندگی اور سوچ بچار کے زاویے بدل چکے ہیں' اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اہل مغرب کے دیرینہ تعصب اور دشمنی میں ذرہ برابر فرق نہیں آیا۔ کتاب زندہ میں چودہ سو سال پہلے اللہ تعالیٰ نے فرزندانِ توحید کو یہود و نصاریٰ کی ''نیچر'' سے آگاہ فرما دیا تھا کہ:

﴿وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ﴾ (البقرۃ: ۱۲۰)

''یہود اور نصاریٰ تم سے ہرگز راضی نہیں ہوں گے جب تک کہ تم ان کی اتباع نہ کرنے لگو''۔

شیطنت اور غلاظت کے اس مظاہرے پر چاہیے تو یہ تھا کہ پوری مغربی دنیا اس کی پرزور مذمت کرتی اور اس شنیع حرکت میں ملوث اخبارات کے خلاف سخت کارروائی کا مطالبہ کیا جاتا' مگر آزادیٔ اظہار رائے کی آڑ میں اس کی حمایت کی جا رہی ہے۔ مغرب کے ''روشن خیال اعتدال پسند'' اسے آزادیٔ صحافت کے عنوان سے سند جواز فراہم کر رہے ہیں۔ وہ اتنے نادان بھی نہیں ہیں کہ آزادی اظہار کے مفہوم سے ناواقف ہوں۔ ان کا نالج اتنا کمزور بھی نہیں ہے کہ وہ دل آزاری اور ہتک عزت اور آزادیٔ صحافت میں تمیز نہ کر سکیں' مگر ان کی آنکھوں پر پڑی تعصب کی پٹیوں اور دل و دماغ پر پڑے نفرت' انتقام اور عداوت کے دبیز پردوں نے انہیں اندھا کر دیا ہے۔ کیا خود انہوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کی توہین کو جرم نہیں قرار دیا ہے۔ کیا وہ اس بات سے بے خبر ہو سکتے ہیں کہ اظہار رائے کی آزادی بے لگام نہیں ہوتی بلکہ قوانین اور ضابطوں کی پابند ہوتی ہے۔ ایک مقام ایسا آتا ہے کہ اس پر روک ضرور لگتی ہے۔

دنیا کا کوئی بھی قانون اسلامی شعائر اور پیغمبر اسلام کی توہین کو آزادیٔ صحافت قرار نہیں دے سکتا۔ آزادی اظہار اس لئے ہوتی ہے' تاکہ لوگوں کے بہتر مفاد میں استعمال ہو' نہ اس لیے کہ ان کے مذہبی عقائد اور پیغمبروں کا مذاق اڑا کر ان کی دل آزاری کی جائے اور معاشرے میں فساد پھیلایا جائے۔ دنیا کا کون سا قانون ہے جس میں ہتک عزت جرم نہیں ہے۔ اگر کوئی قانون بھی ایسا نہیں ہے تو پھر پیغمبر اسلام کی شان میں گستاخی کے ارتکاب کو آزادی اظہار رائے کا نام کیونکر دیا جا سکتا ہے۔ جب ایک عام آدمی کی ہتک جرم ہے' تو نبی اکرم ﷺ کی توہین بلاشبہ سنگین ترین جرم ہے۔ یہ ایسا جرم ہے جو نا قابل معافی ہے۔

دنیا کا کوئی بھی قانون اسلامی شعائر اور پیغمبر اسلام کی توہین کو آزادیٔ صحافت قرار نہیں دے سکتا۔ آزادی اظہار اس لئے ہوتی ہے' تاکہ لوگوں کے بہتر مفاد میں استعمال ہو' نہ اس لیے کہ ان کے مذہبی عقائد اور پیغمبروں کا مذاق اڑا کر ان کی دل آزاری کی جائے

اگر اس سب کے باوجود بھی آزادی اظہار کو لامحدود قرار دیا جاتا ہے تو پھر ہم سوال کرتے ہیں کہ آزادی کو اُس وقت لگام کیوں دی جاتی ہے' جب اسامہ بن لادن کی تصویر الجزیرہ پر دکھائی جاتی ہے۔ اگر صلیبی آزادی اظہار کے اتنے ہی متوالے ہیں تو امریکہ اور یورپ کے مخالفین کی آواز کو میڈیا پر کیوں دبایا جاتا ہے۔ اظہار رائے کا حق اتنا ہی بے انتہا ہے تو ملکہ برطانیہ کی شان میں گستاخی کے ارتکاب پر برٹش قانون حرکت میں کیوں آ جاتا ہے۔ کیا یہ سچ نہیں کہ برطانیہ کا 'ہائیڈ پارک' جہاں انسان جو جی میں آئے کہہ سکتا ہے' مگر ملکہ ''معظمہ'' کے خلاف ایک لفظ کہنے کی جسارت نہیں کر سکتا۔ اگر آزادیٔ صحافت کی نیلم پری اتنی ہی دلربا ہے تو یہودی راہب کے بارے میں توہین آمیز کارٹون چھاپنے کی جرأت کیوں نہیں کی جاتی۔ اظہار رائے کا حق اگر اتنا ہی بے قید ہے تو اسے اُس وقت پابہ زنجیر کیوں کر دیا جاتا ہے جب کوئی صحافی ہٹلر کا دفاع کرتا ہے' جب 60 لاکھ یہودیوں کے قتل عام (Holocaust) کے دیومالائی نظریے کو جھٹلایا جاتا ہے۔ David Irving آسٹریا کی جیل میں کیوں گل سڑ رہا ہے۔ کیا اس کا یہ جرم نا قابل معافی ہے کہ وہ ''قتل عام'' کو فریب اور افسانہ کہتا ہے۔ یہ کیسی آزادی ہے کہ عیسائی اور یہودی صحافی خدا اور اس کے برگزیدہ رسولؐ کے خلاف جیسے چاہیں بکواس کر سکتے ہیں' اور اس کو شائع کر سکتے ہیں' مگر یہودیوں اور ان کے خود ساختہ ڈرامے کے خلاف انہیں کچھ بھی کہنے کا حق نہیں ہے۔

اس سنگین ترین جرم پر' اہل مغرب کی جانب سے کھلی حمایت اور اسے آزادی اظہار کا نام دینے سے' ان کے ابلیسی چہرے پر سے انسانی حقوق' عقیدہ کا احترام' مذہبی آزادی اور رواداری کا ملمع اتر گیا۔ ان کی مذہبی تنگ نظری' انتہا پسندی اور اسلام دشمنی بے نقاب ہو چکی ہے۔ اس سے واضح ہو گیا ہے کہ یہ معاملہ اسلام اور مغرب کے مابین تہذیبی تصادم کا حصہ ہے' جو عرصہ ہوا' کئی محاذوں پر جاری ہے۔ یہ بات بھی کھل کر سامنے آ گئی ہے کہ امریکہ اور اس کے حلیفوں نے نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جو جنگ

(باقی صفحہ 7 پر)

اسامہ بن لادن کی وصیت

سرور منیر راؤ

امریکہ عراق جنگ کی رپورٹنگ کے سلسلے میں جب مجھے بغداد' دمشق اور عمان جانے کا موقع ملا تو مختلف عربی اخبارات اور جرائد میں مختلف النوع تحقیقی مواد تک رسائی بھی حاصل ہوئی۔ انہی ایام میں مجھے ایک عربی جریدے میں اسامہ بن لادن کی تحریر کردہ وصیت کا عکس بھی ملا۔ اسامہ بن لادن نے یہ وصیت 14 دسمبر 2001 کو اپنے دستخطوں سے جاری کی' وصیت کا عنوان ہے۔ "وصية الفقير الى ربه تعالىٰ اسامه بن محمد لادن"۔ اسامہ کی یہ وصیت چار صفحات پر مشتمل ہے۔ قارئین کے لیے میں یہ مواد بلا کسی تبصرے کے پیش کر رہا ہوں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ جب ہم میں سے کوئی موت سے ہمکنار ہونے لگے تو وہ والدین' اقرباء اور عامۃ المسلمین کے لیے اپنی وصیت لکھ لے۔

اللہ رب العزت اس بات پر گواہ عادل ہے کہ میں نے اللہ کے راستے میں جہاد اور موت کو اپنی زندگی کا مقصد بنایا۔ تلواروں سے متعلق آیات میرے دل کے ہر گوشے میں گونجتی ہیں۔ "وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَافَّةً" کتنی مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ میں نیند سے جاگا تو میری زبان پر یہی آیات تھیں جنہیں میں تلاوت کر رہا ہوتا۔

اگر کوئی مسلمان آج اپنے آپ سے یہ سوال کرے کہ ہماری امت کیوں خوف اور دہشت میں مبتلا ہو چکی ہے تو اس کا ایک ہی جواب سامنے آئے گا کہ امت نے دنیا کی لذت کو اپنا کر اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت کو پس پشت ڈال دیا ہے' حالانکہ اسی کتاب میں امت کے تمام امراض کا علاج تھا' آج اسی متاع دنیا اور اس کی لذتوں میں پڑنے کی وجہ سے یہود و نصاریٰ ہم پر غراتے ہیں اور ہم پر حملہ آور ہوتے ہیں' جبکہ ہم مسلمان (عورتوں) کی طرح ایک جگہ ساکت ہیں۔ موت کی محبت ہمارے دلوں سے الگ ہو چکی ہے۔

میرے اور مجاہدین کے دل اس وقت اور زخمی ہو جاتے ہیں جب ہم دیکھتے ہیں کہ مشرق سے مغرب تک امریکہ امت کے مردوں' عورتوں اور بچوں کو بے دریغ قتل کر رہا ہے جبکہ باقی امت کا یہ حال ہے کہ وہ اسے ایسے دیکھ رہی ہے جیسے کوئی فلم دیکھی جاتی ہے۔ ہماری امت کی سب سے بڑی بیماری جو تمام بیماریوں کی جڑ ہے' وہ موت کا خوف ہے۔ ہر چیز جیسے الٹ گئی ہے۔ آج بزدل صلیبی اور ذلیل ترین قوم یہودی ایک جگہ اور ایک موقف پر قائم ہو کر مسلمانوں کا قتل عام کر رہے ہیں اور مسلم ممالک کی فوجیں سفید جھنڈے لہرا رہی ہیں اور دشمنان دین کے مقاصد پورے کر رہی ہیں۔ یہاں تک کہ طالب علموں (طالبان) میں سے بھی کچھ جماعتیں ایسی تھیں جنہوں نے ثابت قدمی کا مظاہرہ نہیں کیا ان میں کئی گرفتار ہوئے اور کئی دشمن کا سامنا کرنے سے پہلے اپنی جگہیں چھوڑ گئے۔ آج امت ہماری اور دینی طلبہ (طالبان) کی کامیابی کی منتظر ہے' جنہوں نے سب سے پہلے اسلامی حکومت کو کامیابی سے چلایا اور شریعت کا نفاذ کیا۔ امریکہ کے لیے طالبان کے یہی اقدامات مخالفت کے لیے کافی تھے۔ امریکہ نے اپنے ایجنٹ ممالک اور شمالی اتحاد کے کرائے کے فوجیوں کو طالبان کے خلاف کھڑا کیا جس کی وجہ سے افغانستان میں قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا گیا۔ مغرب کے ایجنٹ مسلم ممالک اور شمالی اتحاد مجاہدین کے خلاف جاسوس بھرتی کر کے امریکہ اور برطانیہ کو اپنی خدمات پیش کرتے رہے۔ یہاں تک کہ افغانستان میں طالبان کے جانے کے بعد شرعی قوانین ختم کر دیے گئے۔ نقاب الٹ گئے' بے حجابی عام ہونے لگی۔ سنت رسول ﷺ یعنی داڑھی بے معنی ہو کر رہ گئی۔

امت اس بات سے بھی پوری طرح آگاہ ہے کہ ہماری اجتماعی بیماریوں میں سے ایک بڑا حصہ علماء سُو کا ہے جو شرعی قوانین کا انکار کرتے ہیں اور دنیاوی مصلحتوں کو سامنے رکھ کر دین کی تشریح کرتے ہیں۔ ان کی گمراہی اس حد تک بڑھ گئی ہے کہ امت کا عام رکن بھی اس کا تصور نہیں کر سکتا۔ یہ افغانستان صرف اس لیے آئے کہ یہاں کے علماء کو بت شکنی سے روک سکیں' مگر طالبان علماء دین نے حق کا ساتھ دیا اور ان علماء سُو کی باتوں کو رد کر دیا۔ ان علماء کا موقف یہود و نصاریٰ والا موقف تھا کہ "لَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ" یعنی یہ یہود اور نصاریٰ اس وقت تک تم سے راضی نہیں ہوں گے جب تک کہ تم ان کی اتباع اختیار نہ کر لو۔ ان علماء نے اپنے فرائض میں خیانت کی جو امت کی خدمت کے بجائے اس کے لیے نقصان دہ ثابت ہو سکتا تھا۔ ان شاء اللہ امریکہ کو شکست کا سامنا کرنا پڑے گا جس طرح غزوۂ موتہ جس کی راہنمائی رسول پاک ﷺ نے کی تھی اور اس میں عسکری قوت کم ہونے کے باوجود اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مسلمانوں کو کامیابی سے نوازا تھا اور دشمن کی مملکت کو زوال کا سامنا کرنا پڑا۔ نیویارک اور واشنگٹن پر ضرب کاری اسی جنگ کا ایک تسلسل تھا جو امریکہ کے خلاف شروع ہو چکی ہے۔ اس میں سب سے پہلے لبنان میں امریکی میرینز کے اڈے پر دھماکہ تھا جس میں بڑی تعداد میں امریکی فوجی جہنم واصل ہوئے تھے۔ اس کے بعد نیروبی میں امریکی سفارتخانے پر حملہ' صومالیہ پر امریکی حملے کا جواب تھا۔ جس میں اقوام متحدہ کے جھنڈے تلے 31 ہزار مسلمانوں کو قتل کر دیا گیا تھا۔ اس میں شک نہیں کہ اس وقت دنیاوی لحاظ سے ہماری حالت مغرب کے مقابلے میں کمزور ہے مگر اللہ رب العزت نے ہمیں امریکہ اور مغرب کی تباہی کا ایک موقع عطا کر دیا ہے۔ اب یہ تباہی ان کا مقدر ہو چکی ہے۔ اس میں چاہے ایک سال لگے یا کئی عشرے' یہ تباہی نہیں ٹل سکتی۔ کافر مغرب اور امریکہ کا یوم حساب آ چکا ہے۔

اے امت کے نوجوانو! ایسی موت کی تمنا کرو جو زندگی سے زیادہ خوبصورت ہو اور ایسے علماء کا دامن تھامے رکھو جو قلیل ہونے کے باوجود نیکی' پارسائی اور اعلان حق سے نہیں چوکتے۔ یہ علماء امت کے غم میں شب و روز گھلتے ہیں۔ جاہل قوموں کی عادات اپنانے سے گریز کرو۔ ان کی بظاہر خوشحال اور لذت سے پُر زندگی حقیقت میں مصائب کا ایک جال ہے' جس میں یہ خود بری طرح گھر چکے ہیں۔ سودی نظام اور خود ساختہ قوانین نے ان کی اخلاقی حالت کو تباہی کے کنارے پر پہنچا دیا ہے۔ ان ملکوں سے تعلق رکھنے والی این جی اوز نے مسلم ممالک میں فسادات برپا کرنے کے لیے ایسی تنظیمیں تشکیل دے دی ہیں جو خواتین کے اخلاق کو بگاڑنے اور مسلم معاشرے کی تباہی کے لیے کام کر رہی ہیں۔

میری امت کی عورتو! تم پر اللہ کی جانب سے بھاری ذمہ داری ہے۔ تم کو اللہ رب العزت نے اس مقام سے نوازا ہے جس کا کوئی اور سزاوار نہیں۔ تم علماء اور مجاہدین کی مائیں ہو۔ تم ایک ایسا مدرسہ ہو جہاں سے مجاہدین اور علماء فارغ التحصیل ہوتے ہیں اور اللہ کے راستے میں جدوجہد کے لیے نکلتے ہیں۔ اپنے شرف کی حفاظت کرو' امہات المومنین کی تقلید تمہارے لیے نشان راہ ہے۔

اب میں اپنی بیویوں سے مخاطب ہوں کہ ان پر میری اولاد کی پرورش کی ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ تم کو اس کی جزائے خیر عطا

> میرے اور مجاہدوں کے دل اُس وقت اور زخمی ہو جاتے ہیں جب ہم دیکھتے ہیں کہ مشرق سے مغرب تک امریکہ امت کے مردوں' عورتوں اور بچوں کو بے دریغ قتل کر رہا ہے' اور امت کا حال یہ ہے کہ وہ اُسے ایسے دیکھ رہی ہے جیسے کوئی فلم دیکھی جاتی ہے

کرے آمین! میرے بعد تم میری اولاد کے لیے اچھی سند ہو گی۔ تمہیں میرے ساتھ زندگی شروع کرنے کے اول دن سے معلوم تھا کہ دنیاوی طور پر میرا رستہ کانٹوں سے بھرا ہوا ہے۔ تم نے اپنے ماں باپ کے گھروں کی آسائش کو ترک کیا اور میرے ساتھ مصیبت اور مشکلات میں کھڑی ہو گئیں۔ تمہاری زندگی زہد سے معمور رہی اور مجھے امید ہے کہ میرے بعد تمہارے اس زہد میں مزید اضافہ ہو گا۔ تم پر میری اولاد کی ذمہ داری ہے' میں انہیں اللہ کے بعد تمہارے سپرد کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ ایک مسلمان ماں کی طرح تم ان کی اچھے مسلمانوں کی طرح پرورش کرو گی۔

میرے بیٹو! ایک باپ کی حیثیت سے میں تمہیں اتنا وقت نہ دے سکا جتنا کہ تمہارا حق تھا کیونکہ میری زندگی اللہ کے راستے میں جدوجہد کے لیے وقف ہو چکی ہے۔ میں نے مسلمانوں کی خاطر کفار سے ٹکر لینے کی ذمہ داری اٹھائی۔ اس راستے میں غدار بھی ہیں' جن کی خیانتوں اور غداریوں کے جال بچھے ہوئے ہیں۔ اسی خیانت اور غداری کی وجہ سے ہمیں یہ حالات دیکھنے پڑے ہیں' مگر اللہ کے راستے سے میں اب ٹلنے والا نہیں ان شاء اللہ۔ میں تمہیں تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں' یہ دنیا کی زندگی کا قیمتی ترین اثاثہ ہے۔ اس کے علاوہ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ القاعدہ کی قیادت سے دور رہو۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے بیٹے عبداللہ بن عمرؓ کو وصیت کی تھی کہ وہ خلافت سے دور رہیں۔

آخر میں مجاہدین اسلام کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ اپنی صفوں کی جانب بھی توجہ کریں۔ یہود و نصاریٰ سے جنگ کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ منافقین کا اپنی صفوں سے قلع قمع کیا جائے۔ ان ہی کی وجہ سے امت کو اب تک ناقابل تلافی نقصانات کا سامنا رہا ہے۔ مسلم ممالک کی فوجیں مغرب کی آلہ کار بن چکی ہیں۔ آج کے مسلم جرنیل عورتیں ہیں۔ ان سے کفار کے خلاف عسکری مدد کے حصول کی توقع عبث ہے۔ اس لیے مسلمانوں کی صفوں سے ان آستین کے سانپوں کا خاتمہ ضروری ہے۔

دستخط...... آپ کا بھائی ابو عبداللہ اسامہ بن محمد بن لادن۔

جمعہ 28 رمضان 1422ھ بمطابق 14 دسمبر 2001ء

میں اس تاریخی مواد کو قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے صرف یہ کہہ سکتا ہوں کہ......

صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لیے

(بشکریہ: روزنامہ نوائے وقت)

دعائے مغفرت

☆ ہارون آباد کے رفیق حاجی محمد شفیع کے والد محترم انتقال کر گئے ہیں۔

قارئین ندائے خلافت رفقاء و احباب سے ان کے لیے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

شہر حرام

ماہ محرم الحرام: اہمیت اور فضیلت

تحریر: شاہدہ نظام

ایک مسلمان اور مومن کے لیے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور ان کی سیرت طیبہ کو جاننا ضروری اور لازمی ہے۔ جو شخص محمد ﷺ اور ان کی سیرت طیبہ کو نہیں جانتا' وہ اپنے ایمان اور اسلام کو کیسے جان سکتا ہے۔ ضروری ہے کہ مومن اپنے نبی پاک ﷺ کی سیرت کو جانے اور سیدھے راستے پر چلے اور دوسروں کو بھی اس پر چلنے کی دعوت دے۔ کچھ باتیں تو ہم مسلمانوں کو معلوم ہیں۔ لیکن کچھ ایسی ہوتی ہیں جن کا ہمیں دھیان نہیں ہوتا' اُن میں سے ایک اسلامی کیلنڈر یعنی قمری اسلامی مہینے ہیں۔ ہم عیسوی مہینے تو بہت اچھی طرح یاد رکھتے ہیں اور بڑے فخر اور زور و شور کے ساتھ ہر سال دسمبر کے اختتام اور جنوری کے آغاز پر ایک دوسرے کو نئے سال کی مبارک باد دیتے ہیں مگر ہمیں کبھی یہ خیال نہیں آتا کہ ہم مسلمان ہیں' ہماری تاریخ بھی اسلامی ہونی چاہیے۔

سن 13 نبوی میں' جس روز نبی ﷺ مکہ سے ہجرت فرما کر قباء میں رونق افروز ہوئے وہ پیر کا دن تھا اور تاریخ 12 ربیع الاول تھی۔ اس روز سے رسول اللہ ﷺ کے حکم مبارک سے تاریخ اسلامی کی ابتدا ہوئی۔ سن ہجری کا آغاز ربیع الاوّل کی بجائے ماہ محرم الحرام سے اس لیے ہوا کہ رسول اللہ ﷺ ہجرت کا ارادہ محرم ہی سے فرما چکے تھے۔

ہم مسلمان ہیں۔ ہمارے تمام کام اسلامی سن ہجری کے مطابق ہونے چاہئیں تاکہ تمام مسلمانوں کے دلوں میں اسلامی تاریخ کی اہمیت واضح ہو جائے' اور وہ اسلامی مہینوں کے فضائل اور عبادات کی اہمیت سے آگاہ ہو جائیں۔

محرم اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے۔ تاریخی حوالے سے اِس کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ اس مہینہ میں حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جبل جودی سے ہمکنار ہوئی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نارِ نمرود گلزار بنائی گئی۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت باسعادت ہوئی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی لوٹ آئی اور اپنے لختِ جگر حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو زندان سے رہائی ملی۔ حضرت یونس علیہ السلام کو اسی ماہ امتحان و آزمائش میں کامیابی ہوئی۔ یکم محرم الحرام 2 ہجری کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے 10 محرم الحرام کو جام شہادت نوش فرمایا۔

اِس مہینہ کی بڑی فضیلت ہے۔ خاص طور پر یوم عاشورہ کی۔ اِس کی وجہ کیا ہے۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جب نبی ﷺ مدینہ تشریف لائے تو وہاں کے یہودیوں کو عاشورہ کا روزہ رکھتے ہوئے پایا۔ آپؐ نے ان سے پوچھا: ''یہ کون سا دن ہے کہ جس میں تم روزہ رکھتے ہو۔'' انہوں نے کہا کہ یہ بڑا دن ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو نجات عطا کی اور فرعون اور اس کی قوم کو غرق کر دیا۔ پس موسیٰؑ نے بطور شکریہ اس دن کا روزہ رکھا تو ہم بھی اس کا روزہ رکھتے ہیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''ہم تم سے زیادہ موسیٰؑ کے قریب اور حق دار ہے۔'' پھر حضور ﷺ نے اس کا روزہ رکھا اور اس کے روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ (متفق علیہ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں امید رکھتا ہوں حق تعالیٰ سے کہ عاشورہ کا روزہ اس سال کا اور اس سے اگلے سال کا کفارہ ہو جاتا ہے۔'' (رواہ مسلم) حدیث شریف میں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے روزہ رکھا اور اس کے روزے کا حکم دیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یہ ایسا دن ہے جس کو یہود اور نصاریٰ معظم سمجھتے ہیں تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ: ''اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا تو نو تاریخ کو بھی روزہ رکھوں گا۔'' (رواہ مسلم)

گویا یوم عاشورہ کے ساتھ نو یا گیارہ محرم کا بھی روزہ رکھنا چاہیے تاکہ یہود و نصاریٰ سے مشابہت نہ ہو۔

بعض لوگ یوم عاشورہ کو بہت سے امور کا اہتمام کرتے ہیں مثلاً اس دن میلہ لگانا' مرثیہ پڑھنا' رونا چلانا' ماتم کرنا' تعزیہ علم نکالنا' نوحہ کرنا' کسی خاص لباس یا کسی خاص رنگ میں اظہار غم کرنا' اپنے بچوں کو امام حسین رضی اللہ عنہ کا فقیر بنانا' اسی دن کو خاص کر کے شربت پلانا یہ سب کام خلاف شریعت ہیں۔ شریعت میں ان سب امور کی سخت ممانعت آئی ہے۔

ماہ محرم کے متعلق لوگوں کے ذہنوں میں بہت سے تصورات پائے جاتے ہیں۔ مثلاً بعض لوگ اس بچے کو منحوس سمجھتے ہیں جو محرم میں پیدا ہو۔ بعض لوگ ان ایام میں شادی کو برا سمجھتے ہیں۔ بعض جگہوں پر لوگ محرم کی دسویں تاریخ کو قبروں پر مسور کی دال وغیرہ ڈالتے ہیں۔ اس مہینہ میں خصوصی طور پر قبروں کی مرمت کی جاتی ہے اور پانی ڈالا جاتا ہے۔ شریعت میں ان کاموں کی کوئی اصل نہیں ہے۔ یہ سب لوگوں کی ایجاد ہے۔

☆ انفاق فی سبیل اللہ کتنی مقدار میں کیا جائے؟ ☆ کیا واقعہ شق القمر کو نبی اکرمؐ کا معجزہ کہا جائے گا؟

☆ شریعت کی رو سے میوزک سنٹر کا کاروبار کیسا ہے؟

☆ صدقہ، خیرات اور عطیہ میں کیا فرق ہے؟ ☆ آزمائش اور سزا کے فرق کی وضاحت کیجیے؟

قارئین ندائے خلافت کے سوالات کے قرآن و سنت کی روشنی میں جوابات

س: قرآن میں ہے (واللّٰہ لایھدی القوم الظالمین) پھر تاتاریوں کے اسلام قبول کرنے کی کیا حکمت ہے؟

ج: تاتاریوں میں سے جن لوگوں نے ظلم ڈھائے تھے بعینہٖ وہی لوگ ایمان نہیں لائے، بلکہ ان کے بعد ان کی نسلیں ایمان لائیں، لیکن یہ بھی نہیں کہ ظالم کو ہدایت نہیں ملتی۔ اگر کسی شخص کے اندر رجحان اور طلب پیدا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کسی بُرے سے بُرے انسان کو بھی ہدایت دے سکتا ہے، ہاں وہ زبردستی ہدایت نہیں دیتا۔ ہدایت انسان کی اپنی طلب پر ملتی ہے۔ اس آیت سے یہی مراد ہے۔

س: واقعہ شق قمر کو معجزہ کہا جائے گا؟

ج: معجزہ اس ضمن میں تو ہے کہ خرق عادت ہے۔ لیکن یہ مشرکین کا مطالبہ نہیں تھا۔ ایک یہ ہے کہ کسی نے ڈیمانڈ کی اور اللہ کے حکم سے وہ مطالبہ پورا ہو گیا۔ عام طور پر معجزہ اسے کہتے ہیں، لیکن نبیؑ کے خرق عادت واقعہ کو بھی معجزہ کہا جا سکتا ہے۔ کھانے میں برکت کا بڑھ جانا، ایک پیالہ پانی کا مجمع کو پورا ہو جانا، ان چیزوں کو بھی حضور ﷺ کے معجزات میں شمار کیا گیا ہے۔ لیکن حضور ﷺ کا اصل معجزہ صرف قرآن حکیم ہے۔ جب مشرکین آپؐ سے تقاضا کرتے تھے کہ معجزہ دکھاؤ، ان کو یہی جواب ملتا کہ قرآن موجود ہے۔ اس پر ایمان لاؤ، اگر تم طالب ہدایت ہو تو ہدایت ہو جائے گی۔ اور اگر تم طالب ہدایت نہیں ہو تو بڑے سے بڑا معجزہ بھی دکھایا جائے تو بھی تم ایمان نہیں لاؤ گے۔

س: آزمائش اور سزا میں کیا فرق ہے؟ اگر ہم پر کوئی مشکل وقت آئے، تو یہ کیسے معلوم ہوگا کہ یہ ہمارے لیے سزا ہے یا آزمائش
(عبدالغفور)

ج: انسان کا دل بتاتا ہے کہ یہ سزا یا آزمائش ہے۔ بہت سے معاملات میں لوگ حضور ﷺ سے سوال کرتے تھے، تو آپؐ فرماتے تھے، اپنے دل سے پوچھو۔ تمہارا دل تمہیں بہترین مشورہ دے گا۔ اگر کوئی شخص حق کے راستے پر چلنے کی کوشش کر رہا ہے، اس کے لیے اللہ کی طرف سے آزمائش بھی آ سکتی ہے تاکہ اس کے درجات بلند ہوں۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایسے شخص کی کوئی خطا ہو۔ اور اللہ تعالیٰ اُسے دنیا ہی میں سزا دے کر اُس کے لیے کفارہ بنا دینا چاہتا ہو۔ جہاں تک سزا یا آزمائش کی ظاہری صورت کا تعلق ہے تو وہ دونوں ایک سی ہوں گی۔ ان میں کوئی فرق نہ ہوگا، ہاں انسان کے اندر کا مفتی (دل) اسے بتائے گا کہ ان دونوں میں سے کون سی کیفیت ہے۔

س: میرا ایک میوزک سنٹر ہے، جبکہ میں نے قرآن پاک کی تلاوت اور نعتوں کی کیسٹس بھی رکھی ہوئی ہیں۔ اس میوزک سنٹر کے علاوہ کوئی اور ذریعہ آمدن بھی نہیں ہے۔ اسلام میں اس کاروبار کی کیا حیثیت ہے؟ کیا میں اسے فوری بند کر دوں؟
(ناصر محمود)

ج: موسیقی کو ہمارے دین میں حرام قرار دیا گیا ہے، جو مزامیر کے ساتھ ہو۔ البتہ کوئی شخص خوش الحانی سے اپنی آواز میں اچھے اشعار پڑھ رہا ہو، تو اس کی اجازت ہے۔ لیکن یہ کہ اشعار پڑھنے والا چھوٹی عمر کا بچہ نہ ہو۔ اسی طرح وہ عورت بھی نہ ہو، بلکہ مرد ہو، اور وہ خوش الحانی سے پڑھ رہا ہو تو اس کی اجازت ہے، یا پھر شادی کے موقع پر اعلان عام کے لیے دف کی اجازت بھی دی گئی۔ اِس کے علاوہ ہر قسم کی موسیقی حرام ہے۔ اس سلسلہ میں کتب احادیث میں کئی احادیث ہیں۔ مثلاً آپؐ نے فرمایا: موسیقی انسان کے دل میں نفاق کو اس طرح جما دیتی ہے، جیسے بارش سے کھیتی جم جاتی ہے۔ اس اعتبار سے یہ کاروبار نا مناسب ہے۔ آپ اس کو چھوڑ دیجیے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے لیے کوئی اور ذریعۂ رزق فراہم کر دے گا۔

س: حضرت عزیز علیہ السلام کے واقعہ میں کھانے اور مشروب کو محفوظ رکھا گیا جبکہ گدھے کی ہڈیاں بھی مٹی ہو گئیں۔ اس میں کیا حکمت ہے؟ (مختار احمد)

ج: یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا اظہار تھا۔ اللہ تعالیٰ نے کھانے اور پینے کو محفوظ رکھا۔ اس کے اوپر سو سال کا وقت گزرنے کے باوجود کوئی اثرات مرتب نہیں ہوئے۔ اس طرح حضرت عزیرؑ کو جوں کا توں اُٹھا دیا۔ لیکن دوسری طرف اللہ نے دکھایا کہ گدھے پر وہ اثرات ہوئے جو وقت گزرنے کے ساتھ چیزوں پر ہوتے ہیں۔ دکھانا یہ مقصود تھا کہ جو کچھ ہوتا ہے اللہ کے اذن سے ہوتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے۔

س: جو لوگ علم دین حاصل کر لیں، پھر احکام الٰہی کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش میں خلوص نیت سے لگ جائیں، مگر ان کے گھر کا ماحول باوجود کوششوں کے ایسا نہ ہو، تو انہیں کیا رویہ اپنانا چاہیے؟ (نبیلہ بٹ)

ج: انہیں اپنی جدوجہد جاری رکھنی چاہیے، اگر وہ خود حتی الامکان دینی تعلیمات پر چلتے رہیں گے، تو اس جدوجہد میں اُن کا جو لمحہ گزر رہا ہوگا وہ گویا عبادت شمار ہوگا اور جہاد ہوگا۔

س: کوئی شخص اگر عملاً لساناً یا قلباً طاغوت کے خلاف نہ ہو لیکن ارکان اسلام پر عمل کرتا ہو، اس کا کیا مقام ہے؟ (محمد ارشد)

ج: وہ مسلمان تو ہے، لیکن حقیقتِ ایمان سے بے بہرہ ہے۔ جیسا کہ سورۃ الحجرات میں ایمان اور اسلام کا فرق بیان ہوا ہے۔ فرمایا: (قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا) ''یہ بدو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے، (اے نبی ان سے) کہہ دیجیے تم ایمان ہرگز نہیں لائے ہو، ہاں کہو کہ ہم اسلام لے آئے ہیں''۔ بس یہی فرق ہوگا۔

س: اگر نیکی کی توفیق اللہ کی رضامندی میں ہے، تو پھر نیکی کے حصول کے لیے کوشاں ہونے کے بعد بھی نیکی کی توفیق نہ ملے تو اس پر کوئی سزا تو نہیں ہوگی؟ (ارسلان خان خاکوانی)

ج: اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کا ارادہ کمزور تھا، آپ کی نیت میں کوئی خلل تھا۔ ورنہ ممکن نہیں ہے کہ حقیقی ارادہ ہو، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق نہ ملے۔

س: صدقہ، خیرات اور عطیہ میں کیا فرق ہے؟

ج: صدقہ اور خیرات میں تو کوئی بنیادی فرق نہیں ہے۔ یہ ایک ہی شے کے نام ہیں۔ زکوٰۃ بھی صدقہ ہے۔ قرآن مجید میں جو زکوٰۃ کے مصارف آئے ہیں، وہاں زکوٰۃ کے لیے لفظ صدقہ استعمال ہوا ہے۔ صدقہ ہر وہ شے ہے جو انسان اللہ کی رضا کے لیے کسی کو دیتا ہے۔ البتہ ہدیہ وہ شے ہے جو کسی کو تحفہ کے طور پر پیش کی جائے۔ وہ اس کا محتاج نہ ہو بلکہ آپ تحفہ یا انعام کے طور اُسے دیں۔

س: انفاق فی سبیل اللہ کس مقدار میں کرنا چاہیے۔ آیا تمام مال بھی فی سبیل اللہ دیا جا سکتا ہے؟ (شہزاد محمود)

ج: یقیناً تمام مال بھی اللہ کی راہ میں دیا جا سکتا ہے، لیکن اللہ کے نبی ﷺ نے اس کی حوصلہ افزائی نہیں کی۔ اس لیے کہ عموماً ہوتا ہے کہ جذبات کی ایک لہر اُٹھتی اور اس میں آدمی اتنا بڑا فیصلہ کر بیٹھتا ہے مگر بعد میں پچھتاتا ہے کہ یہ میں کیا کر بیٹھا۔ حضور ﷺ سے ایک شخص نے کہا، میں سارا مال اللہ کے راستے میں دینا چاہتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا، کیا تم اپنے ورثاء کو فقیر بنا کر چھوڑ جاؤ گے۔ انہوں نے کہا، میں آدھا دیتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: نہیں، یہ بھی بہت زیادہ ہے۔ اُس نے کہا، اچھا پھر میں تہائی دیتا ہوں۔ آپؐ نے (تہائی صدقہ کرنے) کی اجازت دے دی۔ اگرچہ غزوۂ تبوک کے موقع پر حضرت ابو بکر صدیقؓ اپنا سب کچھ لے آئے، حضور ﷺ نے اُسے قبول کر لیا۔ حضرت عمرؓ آدھا مال لائے، حضور ﷺ نے اُسے بھی قبول کر لیا، لیکن یہ استثنائی معاملہ تھا۔ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ عام آدمی نہ تھے۔ عام حالات میں یہ عمل پسندیدہ نہیں ہے۔

کالم ''تفہیم المسائل'' میں سوالات بذریعہ ڈاک یا ای میل ایڈریس media@tanzeem.org پر بھیجے جا سکتے ہیں۔

حلقہ سندھ زیریں کے زیر اہتمام کارنر میٹنگز کا انعقاد

18 دسمبر 2005ء کو حلقہ سندھ زیریں کی طرف سے کل کراچی کارنر میٹنگز کا پروگرام دیا گیا۔ گلشن اقبال کے امیر محترم نوید احمد کی طرف سے تین اسروں کو یکجا کر دیا گیا۔ اس ٹیم کو نیپا چورنگی سے لے کر سوک سنٹر تک کا علاقہ دیا گیا تھا۔ پروگرام کا آغاز نمازِ عصر کے بعد ہوا۔ دس رفقاء نے نمازِ عصر بیت المکرّم میں ادا کی۔ اس کے بعد ہم سب بیت المکرّم کے سامنے جہاں اتوار بازار لگتا ہے' وہاں چلے گئے۔ وہاں جناب محبوب موسیٰ نے کارنر میٹنگ کی۔ اس دوران رفقاء بینر لے کر کھڑے ہو گئے اور ہینڈ بل تقسیم کیے۔ اس کے بعد تمام رفقاء نماز مغرب کی ادائیگی کے لیے بیت المکرّم واپس آ گئے اور نماز مغرب ادا کی۔ نماز کے بعد پروگرام کے مطابق رفقاء کو تین گروپوں میں تین دروازوں کے پاس کھڑے ہو گئے اور کارنر میٹنگ کے علاوہ ہینڈ بل بھی تقسیم کیے۔ اتوار کو بیت المکرّم میں درس کی وجہ سے نمازیوں کا کافی رش ہوتا ہے۔ درس کے بعد تمام رفقاء ایک جگہ جمع ہو گئے جناب محبوب موسیٰ نے ''توبہ'' کے عنوان پر کارنر میٹنگ کی' دوسری جگہ پر جناب عمران نے کارنر میٹنگ کی اور تیسری میٹنگ جناب مطیع الرحمٰن نے کی۔ اس دوران رفقاء نے ہینڈ بل تقسیم کئے۔ اس کے بعد تمام رفقاء نماز عشاء کی ادائیگی کے لیے مسجد عمر میں چلے گئے۔ راقم نے مسجد کے گیٹ پر کارنر میٹنگ کی۔ اس کے بعد تمام رفقاء امیر کے مشورے سے مین روڈ کی طرف چلے۔ راستے میں جناب احسان اللہ جاوید نے اور جناب عمران نے کارنر میٹنگ کی۔ تمام کارنر میٹنگز کا عنوان ''توبہ'' رہا۔ تقریباً ایک ہزار ہینڈ بل تقسیم کیے گئے۔ ساڑھے آٹھ بجے مسنون دعا پر اس پروگرام کا اختتام ہوا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام رفقاء کی اس کوشش کو قبول فرمائے اور ہمیں اپنی بندگی اور اپنے نبیؐ کی سچی محبت نصیب فرمائے۔ (آمین) (رپورٹ: فصیح الرحمٰن)

حلقہ سرحد شمالی کی دعوتی سرگرمیاں

حلقہ سرحد شمالی ملک کے انتہائی شمال مغرب میں واقع ہے۔ موسم سرما میں سردی ناقابل برداشت حد تک بڑھ جاتی ہے۔ اس لیے تمام تعلیمی ادارے موسم سرما کی تعطیلات کی وجہ سے بند ہو جاتے ہیں۔ حلقے کے اکثر رفقاء معلمین ہیں۔ امیر حلقہ نے اساتذہ کرام کے فارغ اوقات سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے حلقہ کی سطح پر سہ روزوں کا پروگرام ترتیب دیا۔

پہلا سہ روزہ کبل سوات میں ہوا۔ جس میں راقم (نبی محسن)' گل محمود' شوکت اللہ شاکر' محمد افروز خان' محمد صادق اور عقل زمین شامل تھے۔ دو رفقاء راقم اور گل محمود باجوڑ سے تھے جبکہ امیر جماعت شوکت اللہ شاکر کا تعلق بٹ خیلہ سے ہے۔ ہم تینوں رفقاء کبل (سوات) پہنچے جہاں محمد افروز خان اور محمد صدیق سواتی ہمارے منتظر تھے۔ سہ روزہ کے دوران نورانی مسجد' شنی مسجد' مسجد حافظ ملک' قبلہ مسجد اور جامع مسجد شریف آباد میں مختلف موضوعات پر بیانات ہوئے۔ بیانات کے بعد ہم محمد افروز اور محمد صدیق صاحب کے گھروں پر واپس چلے جاتے تھے۔ کیونکہ یہ دونوں سہ روزہ جماعت کے میزبان بھی تھے۔ میزبان بھائیوں نے مہمان رفقاء کی مہمانداری میں کوئی کثر نہیں چھوڑی۔ پروگرام بھرپور انداز میں ہوئے۔ حاضری تقریباً 40 رہی۔ اللہ تعالیٰ اس سعی سے خیر برآمد کرے اور اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔

(رپورٹ: نبی محسن)

تنظیم اسلامی جار باجوڑ کا دعوتی اجتماع

تنظیم اسلامی جار باجوڑ کا ماہانہ دعوتی اجتماع اس بار اُسرہ مسلم باغ کی حدود میں منعقد کیا گیا۔ اس سلسلے میں اُسرہ کے رفقاء کے مشورے پر تین مساجد میں بیک وقت خطابات ہوئے۔ خطابت کے فرائض امیر تنظیم اسلامی جار جناب گل رحمٰن اور ملتزم رفیق اُسرہ جار جناب عبداللہ نے انجام دیئے۔ ان خطابات کا موضوع ''فرائض دینی کا جامع تصور'' تھا۔ جامع مسجد شریف آباد' جامع مسجد چھوٹا ثمر باغ اور جامع مسجد مسلم باغ میں یہ پروگرام منعقد ہوئے۔ مجموعی طور پر تقریباً 150 افراد ان خطابات سے مستفید ہوئے۔

(رپورٹ: محمد سعید باجوڑ)

توبہ اور رجوع الی اللہ کے سلسلے میں دعوتی پروگرام

اتوار 18 دسمبر کو توبہ اور رجوع الی اللہ کے سلسلے میں جناب عماد الدین اور راقم نے مشترکہ پروگرام تشکیل دیا۔ اِس سلسلے کا آغاز قرآن مرکز گلزار ہجری میں نماز عصر کے بعد رفقاء کے اجتماع سے ہوا۔ جس میں راقم کے اسرہ کے چار اور عماد الدین صاحب کے اسرہ کے پانچ رفقاء نے شرکت کی۔ عماد الدین صاحب کی سربراہی میں پروگرام کا لائحہ عمل مرتب کرنے کے بعد رفقاء گاڑیوں میں مسجد بلال واقع صحافی کالونی میں پہنچے۔ نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد ہینڈ بل تقسیم کی اور کارنر میٹنگ کے لیے لوگوں کو بلانے کا سلسلہ شروع ہوا۔ رفعت اللہ صاحب نے کارنر میٹنگ سے خطاب کیا' جس میں انہوں نے حالیہ زلزلہ کو آیات قرآنی کی روشنی میں عذاب الٰہی اور ہمارے لیے ایک بین انتباہ قرار دیا اور حاضرین کی توجہ ہماری اجتماعی بداعمالیوں کی طرف دلاتے ہوئے توبہ کی درخواست کی۔ اِس کے بعد اجتماعی دعا میں حاضرین کی خاصی تعداد نے رقتِ قلبی اور خشوع اور خضوع کے ساتھ حصہ لیا' دعا کا اختتام آئندہ زندگی میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے بچنے کے مصمم ارادوں اور دین حق کو قائم کرنے کی جدوجہد میں ایثار اور قربانیوں کے عہد کے ساتھ ہوا۔ اس کے بعد رفقاء نے 110 مارکیٹ مسکن اور ڈسکو بیکری کے مقامات پر ہینڈ بل تقسیم کیے۔ اس کے علاوہ پیراڈائز مارکیٹ میں ایک کارنر میٹنگ کی گئی جس میں کاروباری طبقے کی مصروفیت کے باعث حاضرین کی تعداد نہ ہونے کے برابر رہی۔ اس کے بعد رفقاء مسجد صدیق اکبرؓ (کے ڈی اے مارکیٹ) پہنچے۔ نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد ہینڈ بلز کی تقسیم اور کارنر میٹنگ کا انعقاد ہوا مگر اِس مقام پر لوگوں کی دلچسپی بہت کم رہی۔ مجموعی طور پر پروگرام اطمینان بخش رہا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صراط مستقیم پر گامزن رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری مقدور بھر کوششوں کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت بخشے۔ (آمین) (رپورٹ: خرم فروغ)

حلقہ سرحد شمالی کا ویڈیو دعوتی پروگرام

26 دسمبر بروزِ پیر رینجر آفیسر تیمر گرہ جناب رئیس خان صاحب کے خصوصی تعاون اور ذاتی دلچسپی سے ان کی رہائش گاہ پر ایک دعوتی پروگرام منعقد ہوا جس میں ''روشن خیالی کا موجودہ تصور اور اسلام'' کا بیان بذریعہ ویڈیو دکھایا۔ پروگرام میں اعلیٰ تعلیم یافتہ سرکاری آفیسرز خاص طور پر مدعو کیے گئے تھے۔ امیر تنظیم اسلامی حلقہ سرحد شمالی جناب محمد فہیم صاحب نے پروگرام سے قبل اس کے اغراض ومقاصد پر روشنی ڈالی۔ شرکاء نے پروگرام کو شروع سے اختتام تک ہمہ تن گوش ہو کر سُنا اور بہت سراہا۔ درمیان میں میزبان کی طرف سے پُرتکلف چائے بھی پیش کی گئی۔ سامعین میں سے جناب شمس الوہاب انجینئر نے اپنے ہی مکان پر اسی طرح ایک اور پروگرام کے انعقاد کی دعوت دی۔ ان شاء اللہ فروری میں موصوف کی میزبانی میں دوسرا ویڈیو پروگرام منعقد کیا جائے گا۔ (رپورٹ: شاہ وارث)

حلقہ لاہور کے منفرد اسرہ جات سے امیر حلقہ کی ملاقات

امیر حلقہ کی کافی عرصہ سے خواہش تھی کہ منفرد اسرہ جات کے نقباء سے ایک اجتماعی

ملاقات کی جائے۔ اتوار یکم جنوری 2006ء صبح گیارہ بجے دفتر حلقہ میں یہ اجتماع منعقد ہوا۔ موسم کی سختی کے پیش نظر اسرہ عارف والا' ساہیوال اور اوکاڑہ کے نقباء اس اجتماع میں شرکت سے مستثنیٰ قرار دیے گئے تھے۔ صبح گیارہ بجے امیر حلقہ کے ساتھ اسرہ دفتر حلقہ کے نقیب جناب شیخ نوید احمد' شیخوپورہ کے نقیب جناب قیصر جمال فیاضی' اسرہ قرآن کالج کے نقیب جناب علاؤ الدین خان اور اسرہ ہیر کے نقیب جناب عبید اللہ اعوان میٹنگ میں شریک ہوئے' جبکہ اسرہ قرآن اکیڈمی کے نقیب جناب وسیم احمد تاخیر سے اجلاس میں شریک ہوئے۔ منفرد اسرہ کے نقباء نے امیر حلقہ کے ساتھ ملاقات میں اپنے اپنے حلقہ میں توسیع دعوت اور انتظامی مشکلات کے حوالے سے کھل کر اظہار خیال کیا۔ امیر حلقہ نے نقباء سے ملاقات کے دوران کہا کہ میری ترجیح اول یہ ہے کہ منفرد رفقاء کی تعداد کو کم سے کم کیا جائے' اس لیے میں نے قرآن اکیڈمی کے منفرد رفقاء کو بھی ایک اسرہ میں یکجا کر دیا ہے کیونکہ منفرد رفقاء سے سوائے خط و کتابت کے اور کوئی رابطے کا ذریعہ نہیں رہتا۔ بعد ازاں نماز ظہر کے بعد اجتماعی کھانے پر یہ محفل اختتام پذیر ہوئی۔ (مرتب کردہ: محمد یونس)

تنظیم اسلامی جہلم کا دوروزہ اجتماع

20 جنوری بروز جمعہ کو تنظیم اسلامی جہلم کے زیر اہتمام دوروزہ تربیتی و دعوتی اجتماع' دفتر تنظیم اسلامی' محمدی چوک جہلم میں منعقد کیا گیا۔

پروگرام کا باقاعدہ آغاز بعد از نماز عشاء عمومی ہفت روزہ اجتماع کے بعد کیا گیا۔ اس پروگرام میں اسلام آباد سے جناب اسرار الحق کی قیادت میں آٹھ ساتھیوں پر مشتمل ایک جماعت نے بھی شرکت کی۔ جناب شمیم صاحب کچھ اور ساتھیوں کے ہمراہ اگلے روز تشریف لائے۔ جناب خلیل الرحمٰن کیانی نے تعارف رفقاء سے پروگرام کا باقاعدہ آغاز کیا۔ اور پھر کتابچہ ''فرائض دینی کا جامع تصور'' کے موضوع پر مختصر بحث کے بعد کتابچے کی قرآنی آیات کو ازبر کرنے کی ترغیب دی۔

اگلے دن 21 جنوری بروز ہفتہ فجر کی نماز کے بعد راولپنڈی کے ایک ساتھی نے تلاوت قرآن پاک کے ساتھ ترجمہ اور مختصر تشریح بیان کی۔ پھر سب ساتھیوں نے باری باری وضو' غسل اور نماز کے فرائض و سنتیں بیان کیں اور ان کے فضائل پر روشنی ڈالی۔ پھر تعارف تنظیم اسلامی کے موضوع پر مختصر مذاکرے کے بعد کتابچہ ''فرائض دینی کا جامع تصور'' کے موضوع پر تفصیلی بحث کی گئی اور اس کے اہم نکات ہر ساتھی کو ذہن نشین کروائے گئے۔ اس کے بعد خصوصی گشت کے لیے دو تین افراد پر مشتمل جماعتیں قریبی محلہ اور بازار کی طرف روانہ کی گئیں۔ گشت کے دوران رفقاء نے اپنا پیغام اہل علاقہ تک پہنچایا' کتابچے تقسیم کیے اور ساتھ ہی بعد از نماز مغرب خصوصی بیان کی دعوت بھی دی۔ بعد از نماز مغرب جناب شمیم صاحب نے ''رسول ﷺ انقلاب کا طریق انقلاب'' کے موضوع پر نہایت جامع' مختصر اور رقت انگیز خطاب کیا۔ بعد از نماز عشاء بانیٔ تنظیم جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے بیان ''متاع الغرور'' کی CD حاضرین محفل کو دکھائی گئی۔

اگلے دن 22 جنوری بروز اتوار کو جناب اسرار الحق نے سورۂ نور کی تلاوت کے بعد تلاوت شدہ آیات کے ترجمہ اور تشریح کی روشنی میں جماعتی نظم و ضبط اور اجتماعی زندگی میں قائد کی اتباع کی اہمیت اور جملہ اصطلاحات پر مذاکرہ کیا اور اس سے متعلق رفقاء سے سوالات کیے۔ پھر جناب کیانی صاحب نے کتابچہ ''فرائض دینی کا جامع تصور'' کو بورڈ کی مدد سے مختصراً دہرایا اور جناب اسرار الحق نے بورڈ پر اس کا اجمالی نقشہ کھینچا۔ آخر میں دوروزہ تربیتی اجتماع پر تمام حاضرین کی آراء اور اسے بہتر بنانے کے لیے تجاویز لی گئیں۔ اس اجتماعی دعا پر اس پروگرام کا اختتام ہوا۔ (رپورٹ: رفیق تنظیم)

اپنے بچے بچیوں کو گھر بیٹھے دینی تعلیم سے آراستہ کرنے کا نادر موقع

ادارہ فہم دین کے مرتب کردہ خط و کتابت کورسز کا مطالعہ کیجیے۔

کورس نمبر 1

❁ عقل و درایت اور شعور و حکمت کے حوالے سے دین فطرت کی حقانیت

(۱) اسلام کیا ہے؟

❁ نفسیاتِ انسانی کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے نئے انداز میں توحید باری تعالیٰ کا اثبات

❁ انسان کا نفس طبعاً آزادی پسند ہے اور دین اس کی آزادی محدود کر دیتا ہے' کیسے

کورس نمبر 2

''تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو قرآن سیکھیں اور سکھائیں'' (حدیث)

(۲) ترجمہ قرآن کریم

❁ ڈائریکٹ میتھڈ کے ذریعے آسان مشقوں کے ساتھ قرآن کا ترجمہ سیکھیں۔

کورس نمبر 3

موضوعات: انسان اور نظریہ اجتماع' معاشرتی تنظیم و ارتقاء' انسان اور کائنات'

(۳) اسلام کا معاشرتی نظام

خاندان کا استحکام و ارتقاء' نکاح و طلاق' تربیت اولاد و نگہداشت بزرگان' عورت بیوی' بیٹی' ماں کی حیثیت سے' اسلام کا ادارہ ازدواج' نکاح' مقاصد نکاح' طلاق' شرائط طلاق' خلع' بیوی کے حقوق' شوہر کے حقوق' اولاد کے حقوق' رشتہ داروں کے حقوق' مسجد کے حقوق' مسجد کی اہمیت' اساتذہ کے فرائض' علم کی اہمیت

حافظ محبوب احمد خان

جامع مسجد رحمۃ للعالمین نذیر پارک' سٹریٹ نمبر 1' نزد جنرل ہسپتال' غازی (ڈیفنس) روڈ' ڈاک خانہ اسماعیل نگر' لاہور۔ 54760

فون آفس 03-042-5869501 موبائل: 0301-4870097

❁ ❁ ❁

فلک سیر (ٹورسٹ) ریزورٹ ساگز ریسٹورنٹ

ملم جبہ' سوات

9,600 فٹ بلندی پر واقع وادی سوات کے نہایت دلفریب اور پرفضا مقام **ملم جبہ** میں قیام و طعام کی بہترین سہولتوں سے آراستہ

جدید تعمیر شدہ شاندار ہوٹل

مینگورہ سے چالیس کلومیٹر کے فاصلے پر اور سیاحت کارپوریشن پاکستان کی چیئر لفٹ سے چار کلومیٹر پہلے کھلے اور روشن کمرے' نئے قالین' عمدہ فرنیچر' صاف ستھرے ملحقہ غسل خانے' اچھے انتظامات اور اسلامی ماحول

رب کائنات کی خلاقی و صناعی کے پاکیزہ و دلفریب مظاہر سے قلب و روح کو شاد کام کرنے کا بہترین موقع

تحریکی بھائیوں کے لئے خصوصی رعایت

فلک سیر کارپوریشن 'جی ٹی روڈ' امانت کوٹ' مینگورہ سوات

فون دفتر: 0946-725056' ہوٹل: 0946-835295' فیکس: 0946-720031

❁ ❁

نازیبا خاکے: اسلامی یونین کے قیام کی ضرورت

ایک ڈنمارکی اخبار کی ناپاک جسارت پر پوری دنیا میں مسلمان غم و غصے کا اظہار کر رہے ہیں۔ کئی مقامات پر ان سے صبر وضبط کا دامن چھوٹ گیا جس کے باعث خاصا جانی نقصان ہوا۔ مظاہرین نے عمارتیں بھی جلا ڈالیں۔ اس کے ساتھ ساتھ احتجاج کا موثر طریقہ یہ بھی ہے کہ مغربی مصنوعات کا بائیکاٹ کر دیا جائے۔ مغرب سالانہ اربوں ڈالر کی اشیاء اسلامی ممالک میں کھپاتا ہے۔ چند ہفتے کا نقصان ان کے ہوش ٹھکانے لگا دے گا۔ بہرحال ان نازیبا خاکوں سے مغرب کا اصل چہرہ کھل کر سامنے آگیا ہے کہ وہ اسلام کے بارے میں کتنا عناد رکھتے ہیں۔

ان نازیبا خاکوں کی اشاعت سے اب امت مسلمہ کی آنکھیں بھی کھل جانی چاہئیں جس نے قوم پرستی کی لہر میں آکر اپنے آپ کو چھوٹے بڑے جغرافیائی ٹکڑوں میں تقسیم کر لیا ہے۔ اگر اسلامی ممالک یورپی یونین کی طرح ایک مضبوط بلاک قائم کریں' تو عالم اسلام کا نقشہ تبدیل ہو سکتا ہے۔ اگر مسلمانوں کو مخلص اور جرأتمند قیادت میسر آجائے تو یہ کوئی مشکل کام نہیں کیونکہ اسلامی ممالک کے پاس وسائل بھی ہیں' دولت بھی ہے اور افرادی قوت بھی! مسلمانوں کی بے چین نظریں ایسے عاقل رہنماؤں کو تلاش کر رہی ہیں جو ان کی درست رہنمائی کریں اور دنیا میں اکلوتی سپر پاور کے غرور' سرکشی اور جنگجوئیت کو پاش پاش کر کے قیامِ امن کے داعی بن جائیں۔

بش اصلاحات کی ڈراما بازی ختم کر دے

سعودی شوریٰ کونسل کے ارکان محمد الذلفا اور ابراہیم لیلوا نے امریکی صدر بش پر زور دیا ہے کہ وہ دنیا بھر میں اصلاحات کے لیے تنہا ٹھیکیدار بننے کی ڈراما بازی ختم کر دے۔ فرانسیسی خبر ساں ادارے سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ سعودی عرب نے خطے میں اصلاحات کے لیے سب سے زیادہ کام کیا ہے۔ صدر بش کی جانب سے ہر وقت سعودی عرب میں اصلاحات کا ڈھنڈورا پیٹنا ہمارے لیے تکلیف دہ ہے۔ شاہ عبداللہ کی زیر قیادت لائی گئی اصلاحات کا امریکا کے موقف یا اس کے مطالبے سے موازنہ کرنا انتہائی غلط ہوگا۔

جنگ امریکا کو کھا رہی ہے

عراق اور افغانستان میں جاری جنگ امریکا کو معاشی طور پر آہستہ آہستہ کھوکھلا کر رہی ہے۔ امریکی حکومت نے کانگریس کے سامنے جو اگلا بجٹ پیش کیا ہے۔ اس کے مطابق عراق اور افغانستان میں جاری جنگ اور ملکی دفاع پر ہر ماہ دس ارب ڈالر خرچ ہوں گے۔ پاکستانی کرنسی میں یہ رقم چھ سو ارب روپے بنتی ہے یعنی امریکی اپنے جنگی جنون پر ہر ماہ پاکستانی بجٹ کے برابر رقم خرچ کر رہے ہیں۔ جنگی اخراجات پر قابو پانے کے لیے بش انتظامیہ مجبور ہوگئی ہے کہ دیگر سرکاری منصوبوں مثلاً میڈی کیئر اور میڈی کیڈ وغیرہ کو دی جانے والی رقم کم کر دے۔ یہ صحت کی وہ اسکیمیں ہیں جو کم آمدنی والے امریکیوں کے لیے بنائی گئی تھیں۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ اس قسم کے اقدامات سے بش حکومت کی مقبولیت میں کمی آئے گی۔

اس سال عراق اور افغانستان میں جاری جنگوں پر امریکیوں کے 20 ارب ڈالر خرچ ہوئے ہیں' جبکہ وہ عراقی جنگ پر اب تک کل 250 ارب ڈالر کھا چکے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق ستمبر 2001ء سے لے کر اب تک نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ میں امریکی حکومت پانچ سو ارب ڈالر جھونک چکی ہے۔ یہ اتنی بڑی رقم ہے کہ اگر تیسری دنیا کے ممالک میں خرچ کی جاتی' تو کم از کم وہاں آباد آدھے لوگ غربت اور جہالت جیسی لعنتوں سے نجات پا لیتے۔ مگر ابلیس کے جنگجو ایجنٹ ایسا کیونکر کر سکتے ہیں۔

ایرانی صدر کی جوشیلی تقریر

ایران میں اسلامی انقلاب کی ستائیسویں سالگرہ کے موقع پر صدر احمدی نژاد نے بہت بڑے مجمع عام سے پرجوش خطاب کیا۔ ان کی تقریر کے اہم حصے ملاحظہ فرمائیے:

ہماری اب تک یہی پالیسی رہی ہے کہ پُرامن مقاصد کے لیے ایٹمی ٹیکنالوجی حاصل کی جائے۔ ایران بین الاقوامی ایٹمی اداروں کے اصول و قوانین کے مطابق اپنا کام کر رہا ہے' لیکن اگر ہمیں حق سے محروم رکھا گیا' تو ایرانی عوام اپنی پالیسی تبدیل کر سکتے ہیں۔ ایران کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ایٹمی ٹیکنالوجی حاصل کرے اور وہ اپنے منصوبے سے کبھی دستبردار نہیں ہوگا۔ اگر ہمیں دھمکیاں دی گئیں' تو ہم شمالی کوریا کی طرح این پی ٹی سے نکل جائیں گے۔

صدر احمدی نژاد نے منتخب ہو کر پوری دنیا خصوصاً سپر پاور کو چونکا دیا تھا اور وہ شروع دن سے مغرب مخالف بیان دے رہے ہیں۔ انہوں نے دوران تقریر کہا: اگر (دوسری جنگ عظیم میں یہودیوں کے) قتل عام (ہولوکاسٹ) کی دیو مالا پر بات کی جائے' تو انہیں (اسرائیلیوں) مرچیں لگ جاتی ہیں۔ پھر جس طرح صیہونی ریاست تخلیق کی گئی' وہ عمل ڈراؤنا خواب بن کر انہیں دق کرتا رہتا ہے۔ پچھلے ساٹھ برس سے صیہونی اس دیو مالا کا سہارا لے کر مغربی حکومتوں کو بلیک میل کر رہے ہیں' اس کی آڑ میں (مظلوم فلسطینی) بچوں' عورتوں کو شہید کر رہے ہیں۔ انہوں نے فلسطین پر غاصبانہ قبضہ جما رکھا ہے۔ انہوں نے کہا: کیا دنیا کو نظر نہیں آتا کہ حقیقی قتل عام فلسطین اور عراق میں جاری ہے۔ اگر آپ کو اصلی قتل عام کی تلاش ہے' تو مقہور و مجبور عراقی لوگوں کو دیکھئے۔ انہوں نے سوال کیا: مغرب میں یہودی قتل عام کے سلسلے میں کسی قسم کا سوال نہیں پوچھا جا سکتا لیکن ہمارے پیغمبر اسلام ﷺ کی بے ادبی کرنا روا ہے۔ یہ مغرب کی منافقت نہیں تو اور کیا ہے؟ تاریک دور میں بھی مغرب کا ایسا ہی عمل تھا۔

حماس حکومت کی مشکلات

فلسطینی اتھارٹی کا بیشتر بجٹ اس رقم سے تیار ہوتا ہے جو اُسے بیرون ممالک سے بطور امداد ملتی ہے۔ نیز اسرائیل بھی ہر ماہ کسٹم ڈیوٹیوں کی مد میں سے اُسے پچاس ملین ڈالر دیتا ہے۔ اب امریکا' یورپی یونین اور اسرائیل نے دھمکی دی ہے کہ اگر حماس نے حکومت بنالی اور اسرائیل کو تسلیم نہ کیا' تو اتھارٹی کو دی جانے والی امداد روک لی جائے گی۔ ایسا نہ ہونے دینے کے لیے حماس کے رہنما سوچ سمجھ کر چل رہے ہیں۔ ان کی خواہش ہے کہ نئی حکومت میں الفتح سمیت تمام فلسطینی گروہوں کو شامل کیا جائے تاکہ ایک ایسی حکومت وجود میں آئے جسے امریکا' یورپی یونین اور اسرائیل آسانی سے نظر انداز نہ کر سکیں۔

افغانستان میں نیٹو افواج میں اضافہ

نیٹو نے اعلان کیا ہے کہ وہ جلد جنوبی افغانستان میں چھ ہزار مزید فوجی بھجوا رہا ہے' جہاں اتحادی فوج کو طالبان کی طرف سے مزاحمت کا سامنا ہے۔ یہ فوج ڈنمارک' برطانیہ' کینیڈا اور آسٹریلیا کے فوجیوں پر مشتمل ہوگی۔ یاد رہے کہ افغانستان میں فی الوقت نیٹو کے نو ہزار فوجی متعین ہیں۔ امریکا کا مطالبہ ہے کہ وہ افغانستان میں مزید فوج بھجوائے تاکہ طالبان کی مزاحمت ختم کی جاسکے۔

فاروق الشرع شام کے نائب صدر مقرر

شام کے صدر بشار الاسد نے کابینہ میں ردوبدل کے سلسلے میں عبدالحلیم کی جگہ فاروق الشرع کو نائب صدر جبکہ عطری کو وزیر اعظم مقرر کیا ہے۔ بسام عبدالمجید کو وزیر داخلہ مقرر کیا گیا ہے۔ کابینہ میں تبدیلی کی وجہ لبنان کے وزیر اعظم رفیق الحریری کے قتل کے بعد شام پر عالمی دباؤ قرار دیا گیا ہے۔

کھلا خط

خدارا! فحاشی اور عریانی پھیلا کر نسل کشی نہ کیجئے!

سابق مشیر حکومت سعودی عرب جناب عبدالمجیب کا مینیجنگ ڈائریکٹر ATV کے نام کھلا خط' جس کی کاپی' صدر مملکت' وزیراعظم پاکستان' وفاقی وزیر مذہبی امور' تمام ذمہ داران ذرائع ابلاغ اور دینی جماعتوں کے سربراہان کے نام ارسال کی گئی۔ (ادارہ)

جناب مینیجنگ ڈائریکٹر A.TV' لاہور

السلام علیکم!

آپ کا ATV تو واقعی PTV پر بازی لے گیا' مگر کس پہلو سے بازی لے گیا اور آگے بڑھ گیا؟ نہایت دکھ اور افسوس کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ آپ کا ATV اپنے منفی پروگراموں میں PTV سے کوسوں آگے نکل گیا ہے۔ PTV تو مردوزن کے مخلوط گانے' ناچنے' تھرکنے اور سفلی و صنفی جذبات کو بھڑکا کر ہماری موجودہ نسل کو گندہ کر رہا ہے۔ لیکن آپ نے تو موجودہ نسل کے ساتھ ساتھ آئندہ نسل کے نوخیز بچوں اور بچیوں کو بھی اپنے پروگرام ''مستی ہی مستی'' میں مخلوط رقص و موسیقی' بے حیائی' صنفی اعضاء نمائی اور جنسی ہوسناکی کا چسکا لگا دیا ہے۔ اس طرح آپ موجودہ نسل کے ساتھ ساتھ اگلی پوری نسل کو بھی تباہ و برباد کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ ہماری نسل کشی بذریعہ عریانی و فحاشی ہمارے دشمن نہیں کر رہے ہیں بلکہ آپ جیسے ''اپنے'' ہی کر رہے ہیں۔ ع اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے! اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ جیسے ذمہ داران ابلاغ عامہ کو توفیق دے کہ وہ اپنے گھر میں لگائی آگ کو خود ہی بجھا دیں۔ آمین!

آپ لوگ کیسے مسلمان ہیں کہ اپنے ہی ہاتھوں اپنے بچوں اور بچیوں کو اخلاقی' روحانی اور دینی لحاظ سے قتل کر رہے ہیں اور شرم تک محسوس نہیں کرتے۔ ذرا تاریخ پر ایک نظر ڈالیں' دنیا میں مسلمانوں کے عروج کا زمانہ ساری دنیا کسے قرار دیتی ہے؟ دنیا میں مسلمان ''سپر پاور'' اس وقت بنے تھے جب وہ ایک طرف سیرت و کردار کے حامل تھے اور دوسری طرف وہ علمی و فکری میدان میں تمام علوم و فنون کے شعبوں میں اور تحقیقات و ایجادات میں بقیہ دنیا سے بہت آگے تھے۔ تمام Physical Sciences اور Social Sciences میں مسلمانوں نے اپنے جھنڈے گاڑ دیئے تھے۔ اس وقت مسلمان دنیا پر اس طرح سے چھا گئے تھے کہ دنیا کے دیگر تمام لوگ مسلمانوں سے ہی تعلیم و تربیت حاصل کرتے تھے۔ الغرض مسلمان بام عروج پر اس وقت پہنچے تھے جب وہ سیرت و کردار' علم و فن اور تعلیم و تعلم میں سرفہرست تھے اور اسی لیے امام وقت تھے۔ وہ تو صرف اور صرف صالح علم و عمل کے علمبردار اور شاہکار تھے۔ اس دورِ عروج میں مسلمان نہ تو کسی قسم کی سفلی و گندی حرکات میں ملوث تھے اور نہ ہی شیطان کے صنفی و جنسی حربے کا شکار ہو سکتے تھے۔ یاد رکھئے! قرآن کے مطابق شیطان ابلیس نے انسانِ اول آدم علیہ السلام اور حضرت حوا پر اولین حربہ عریانی کا ہی استعمال کیا تھا۔ وہی ابلیسی حربہ آج کل آپ لوگ بھی دانستہ یا نادانستہ طور پر استعمال کر رہے ہیں۔ آخر یہ اسٹیج شو (''مستی ہی مستی'' وغیرہ وغیرہ) میں بچیوں کا نچوانا' ان کے کولھے مٹکانا اور چھاتیوں کے ابھار کو نمایاں کرنا کس چیز کی غمازی کرتے ہیں؟ صرف اور صرف عریانی کی غمازی کرتے ہیں۔ لہٰذا آپ لوگ اس شیطانی عمل عریانیت سے باز آجائیے۔

ان مختصر حقائق کی روشنی میں جائزہ لیجئے کہ آج کل PTV اور اس سے بڑھ کر ATV کیا مسلم ملت کو عروج کا راستہ دکھا رہا ہے یا زوال کی جانب بزور و زبردستی دھکیل رہا ہے۔ ہر مسلمان فرد' ملک اور ملت کا یعنی تینوں کا بیڑہ غرق کیا جا رہا ہے۔ موجودہ اور آئندہ' دونوں نسلوں کو ذبح کیا جا رہا ہے۔ کیا آپ لوگوں کو ذرہ برابر بھی شرم نہیں آتی۔ کیا آپ کو اللہ کی ماضی کی کوئی پکڑ یاد نہیں آتی اور کیا آپ کو اللہ کی حالیہ پکڑ بھی نظر نہیں آتی؟ کیا واقعی آپ لوگ جو سرخیل ابلاغ عامہ ہیں' دنیاوی زندگی اور اخروی زندگی کو ملیامیٹ کرنے کا تہیہ کر چکے ہیں؟ کیا عذاب دنیا اور عذاب آخرت بھگتنے کے لیے فی الواقع تیار ہو چکے ہیں؟ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے حضور صدق دل سے توبہ کریں اور آئندہ کے لیے اصلاحِ احوال کا وعدہ کریں۔

خدارا! سوچئے' فکر کیجئے اور اپنے منفی ''پروگراموں'' پر نظر ثانی کیجئے' ورنہ انجام کار تو ہے ہی معلوم و معروف!

والسلام

عبدالمجیب

بقیہ: اداریہ

اُن کا اوڑھنا بچھونا بن چکی ہے۔ مخلوط تعلیم نے ویلنٹائن ڈے منانے میں سہولت پیدا کر دی ہے۔

سب سے بڑی اور اہم ترین بات یہ ہے کہ تکبیر رب کا اعلان اب مساجد تک محدود ہے۔ روحِ بلالی سے لاتعلق اذان کی صدا مساجد سے پانچ وقت بلند تو ہوتی ہے اور لوگ نماز ادا کرنے پہنچ جاتے ہیں لیکن بندگی رب کو مسجد ہی میں محفوظ کر کے دنیا کی رونقوں میں لوٹ آتے ہیں حالانکہ باطل نظام کو پاش پاش کر دینا اور اُسے جڑ و بیخ سے اکھاڑ پھینکنا آپؐ کی وہ مستقل سنت ہے جس کے بارے میں یہ کہنا بھی یقیناً مبالغہ نہیں ہوگا کہ آپ نے ہر ہر سانس کے ساتھ اس کو ادا کیا۔ یہ آپ کا فریضہ منصبی تھا۔ اس کی ادائیگی کی شہادت حجۃ الوداع پر مسلمانوں کے عظیم اجتماع نے دی اور حضور ﷺ نے اللہ کو بھی اس پر گواہ ٹھہرا لیا۔ لہٰذا مسلمان اس اٹل حقیقت کو جان لیں کہ چاند بے نور ہو سکتا ہے اور سورج تاریکی پھیلا سکتا ہے۔ لیکن یہ ممکن نہیں ہے کہ اُسوہ رسول کی پیروی کیے بغیر ناموس رسول کا تحفظ کیا جا سکے۔ یا اسلام کا بول بالا ہو جائے۔ یا مسلمانوں کو دنیا میں باوقار مقام ہی حاصل ہو جائے شعائر اسلامی کی بے حرمتی کے حوالہ سے ماضی قریب پر نگاہ ڈالیں ہم کفار کی ہر گھناؤنی واردات پر چند دن شور شرابا کر کے ٹھنڈے پڑ گئے۔ بھارت میں بابری مسجد شہید ہوئی۔ گوانتاناموبے میں قرآن کی بے حرمتی اور اب آپؐ کے توہین آمیز خاکے شائع ہوئے۔

اگر ہم حقیقتاً اور دلی طور پر یہ چاہتے ہیں کہ شاتم رسول کو جہنم واصل کر دیں اللہ کے گھر اور اُس کے کلام کی حفاظت کریں تو ذاتی اور ریاستی سطح پر اسلام کو بحیثیت نظام نافذ کرنا ہوگا وگرنہ عالم کفر ایسی ناپاک اور مذموم حرکات میں اضافہ کرتا چلا جائے گا اور ہم احتجاج کرتے کرتے تھک جائیں گے۔ ہمارے اعصاب ڈھیلے پڑ جائیں گے اور وہ وقت بھی آ سکتا ہے کہ ہم سے احتجاج بھی نہ ہو سکے اور شاید دشمن بھی یہی چاہتا ہے۔ اقبال ضرب کلیم میں گویا ہوتا ہے۔

اُس مردِ خدا سے کوئی نسبت نہیں تجھ کو
تُو بندۂ آفاق ہے' وہ صاحبِ آفاق
تجھ میں ابھی پیدا نہیں ساحل کی طلب بھی
وہ پاکیٔ فطرت سے ہوا محرمِ اعماق!

Vol: 15 Regd. No. LRL -50 No. 7

Weekly Nida-e-Khilafat Lahore

View Point

By Robert Fisk

Don't Be Fooled This Isn't An Issue Of Islam Versus Secularism

So now it's cartoons of the Prophet Mohamed with a bomb-shaped turban. Ambassadors are withdrawn from Denmark, Gulf nations clear their shelves of Danish produce, Gaza gunmen threaten the European Union. In Denmark, Fleming Rose, the "culture" editor of the pip-squeak newspaper which published these silly cartoons--last September, for heaven's sake--announces that we are witnessing a "clash of civilisations" between secular Western democracies and Islamic societies. This does prove, I suppose, that Danish journalists follow in the tradition of Hans Christian Anderson. Oh lord, lord. What we're witnessing is the childishness of civilisations.

So let's start off with the Department of Home Truths. This is not an issue of secularism versus Islam. For Muslims, the Prophet is the man who received divine words directly from God. We see our prophets as faintly historical figures, at odds with our high-tech human rights, almost caricatures of themselves. The fact is that Muslims live their religion. We do not. They have kept their faith through innumerable historical vicissitudes. We have lost our faith ever since Matthew Arnold wrote about the sea's "long, withdrawing roar". That's why we talk about "the West versus Islam" rather than "Christians versus Islam"--because there aren't an awful lot of Christians left in Europe. There is no way we can get round this by setting up all the other world religions and asking why we are not allowed to make fun of Mohamed.

Besides, we can exercise our own hypocrisy over religious feelings. I happen to remember how, more than a decade ago, a film called The Last Temptation of Christ showed Jesus making love to a woman. In Paris, someone set fire to the cinema showing the movie, killing a young man. I also happen to remember a US university which invited me to give a lecture three years ago. I did. It was entitled "September 11, 2001: ask who did it but, for God's sake, don't ask why". When I arrived, I found that the university had deleted the phrase "for God's sake" because "we didn't want to offend certain sensibilities". Ah-ha, so we have "sensibilities" too.

In other words, while we claim that Muslims must be good secularists when it comes to free speech--or cheap cartoons--we can worry about adherents to our own precious religion just as much. I also enjoyed the pompous claims of European statesmen that they cannot control free speech or newspapers. This is also nonsense. Had that cartoon of the Prophet shown instead a chief rabbi with a bomb-shaped hat, we would have had "anti-Semitism" screamed into our ears--and rightly so--just as we often hear the Israelis complain about anti-Semitic cartoons in Egyptian newspapers.

Furthermore, in some European nations--France is one, Germany and Austria are among the others--it is forbidden by law to deny acts of genocide. In France, for example, it is illegal to say that the Jewish Holocaust or the Armenian Holocaust did not happen. So it is, in fact, impermissible to make certain statements in European nations. I'm still uncertain whether these laws attain their objectives; however much you may prescribe Holocaust denial, anti-Semites will always try to find a way round. We can hardly exercise our political restraints to prevent Holocaust deniers and then start screaming about secularism when we find that Muslims object to our provocative and insulting image of the Prophet.

For many Muslims, the "Islamic" reaction to this affair is an embarrassment. There is good reason to believe that Muslims would like to see some element of reform introduced to their religion. If this cartoon had advanced the cause of those who want to debate this issue, no-one would have minded. But it was clearly intended to be provocative. It was so outrageous that it only caused reaction.

And this is not a great time to heat up the old Samuel Huntingdon garbage about a "clash of civilisations". Iran now has a clerical government again. So, to all intents and purposes, does Iraq (which was not supposed to end up with a democratically elected clerical administration, but that's what happens when you topple dictators). In Egypt, the Muslim Brotherhood won 20 per cent of the seats in the recent parliamentary elections. Now we have Hamas in charge of "Palestine". There's a message here, isn't there? That America's policies--"regime change" in the Middle East--are not achieving their ends. These millions of voters were preferring Islam to the corrupt regimes which we imposed on them.

For the Danish cartoon to be dumped on top of this fire is dangerous indeed.

In any event, it's not about whether the Prophet should be pictured. The Koran does not forbid images of the Prophet even though millions of Muslims do. The problem is that these cartoons portrayed Mohamed as a bin Laden-type image of violence. They portrayed Islam as a violent religion. It is not. Or do we want to make it so?

Robert Fisk is a reporter for The Independent and author of Pity the Nation. He is also a contributor to CounterPunch's collection, The Politics of Anti-Semitism. Fisk's new book is The Conquest of the Middle East.